لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۰ اگست ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

لیس للہ بمستنکر　　ان یجمع العالم فی واحد

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

الهـــــلال

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبه کیلئے بحساب	في صفحه	۲۶ روپیه	في کالم	۱۴ روپیه	نصف کالم	۸ روپیه
ایک ماه "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماه "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چهه ماه "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھي کم هوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحساب في مربع انچ دس آنه -

تائیٹل پیج کے پہلے صفحه پر باره انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا هے لیکن اسکي اُجرت هر مرتبه کیلئے پورے صفحه کي' یعنے ۲۶ روپیه لي جائگي -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگهه نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رهیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدي زیاده هوگي - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسي تصویر کے بلاک کے ساتهه درج کرانا مقصود هو تو بلاک کي اجرت اسکے علاوه هوگي ' اور اسکي بنوائي دس آنے مربع انچ کے حساب سے لي جاے گي - چهاپنے کے بعد وه بلاک پهر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور همیشه اسکے لئے کارآمد رهیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے هم مجبور نہیں هیں که آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگهه دیسکیں ' البته حتی الامکان کوشش کي جاے گي -

(۲) اشتہار کي اجرت همیشه پیشگي لي جاے گي اور کسي حالت میں پهر واپس نهوگي -

(۳) منیجر کو اختیار هے که وه جب چاهے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیه اجرت کا روپیه واپس کردیا جاے گا -

(۴) هر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل هو' تمام منشي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤں کا ' اور هر وه اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبهه بهي دفتر کو پیدا هو' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

غازي انور بک کي تصویر کي وجه سے اس نمبر کي قیمت ۸ آنه

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7/1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محررِ خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدھلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماهی ٤ روپیه ۱۲

نمبر ۷ کلکته : یکشنبه ۲۵ اگست ۱۹۱۲ ع جلد ۱

فهرست

شذرات	۱
ایڈیٹوریل	۳
مقالات (الامر بالمعروف نمبر ۳)	۸
ناموران غزوۂ طرابلس (غازي انور بک) نمبر ۵	۱۳
کارزار طرابلس	۱۵
عالم اسلامي (شوؤن عثمانیه ، مغرب اقصیٰ)	۱۶

تصاویر

غازي انور بک (رسالے سے الگ)	
فرانسیسي درندونکا کشت وخون اور مسیحي لعنت کا نزول، فاس (مراکش) کے دروازے پر	۱۵

شذرات

اطلاع ضروري

براه عنایت خط وکتابت میں وه نمبر اپنے نام کے ساتهه ضرور لکهدیا کیجئے جو هر پرچے کي چٹ پر آپکے نام اور پتے کے اوپر درج کردیا جاتا هے، وه خریداري کا نمبر هے اور بغیر اسکے رجسٹر میں صرف نام کو تلاش کرنا سخت دقتوں کا موجب هوتا هے - (منیجر)

اکثر احباب (الہلال) کي شائع شده تصویریں علحده طلب کرتے هیں - خاص ضرورت هو تو طیار کرکے بهیجدي جاسکتي هیں، لیکن اگر شوقیه علیحده رکهنا مقصود هو تو کسي قدر انتظار کریں - جنگ طرابلس، ناموران غزوۂ طرابلس، اور مشاهیر ماضي و حال کے رنگین البم هم طبع کر رهے هیں - انکا کاغذ نهایت قیمتي اور بوجه هاف ٹون مشین میں چهپنے کے مطبوعات کي صناعت کا قابل دید نمونه هوگا - امید هے که قیمت بهي ارزاں هو -

---

پہلے شکایت کي جاتي تهي که آپ طرابلس سے نکلکر اپني سر زمین میں آتے هي نہیں، اب آئے هیں تو شکایت کي جاتي هے که اسطرح دوڑتے هوے تو نه آئیے !

غرض دو گونه عذابست جان مجنوں را

عرض یه هے که برسوں تک بیٹهے بیٹهے پاؤں شل هوگئے هیں، عرصے کے بعد قدم اٹهے هیں تو ذرا دوڑنے دیجئے که خون میں حرکت تو پیدا هو - اب آهسته خرامي کا وقت نہیں هے - ساتهه کے چلنے والوں کي گرد پا کا بهي سراغ نہیں ملتا، اور آپ کي نصیحت هے که آهسته آهسته قدم اٹها کر چلیے !

دل، تیز گام نے محمل کو جالیا

هم محو نالۂ جرس کارواں رهے

بعض ناصح همدردانه کہتے هیں که راه باریک اور هر طرف تاریکي هے، خوف هے که کہیں ٹهوکر نه لگے ، لیکن هماري تیزي بهي اسی لئے هے که تاریکي نے راه کو خطروں سے بهر دیا هے اسلئے دوڑنا چاهتے هیں که بن پڑے تو آگے نکلکر چراغ دکهلائیں - رها ٹهوکر کهانے کا خوف، تو اسکي پروا نه کیجئے ، اپنا عقیده تو یه هے که هاتهه پاؤں توڑکر بیٹهه

رهنے کي جگه دوڑکر ٹهوکر کهانا بهتر هے‘ آپ گرین گے تو کم از کم کچهه شور و غل تو هو رهے گا‘ عجب نهیں که بعض خفتگان غفلت چونک پڑیں - لیکن پڑے رهنے سے تو آپکي بے هوشي بهي بڑهتي جاے گي اور سونے والوں کو بهي بیداري کي کروٹ نصیب نهوگي -

زنده دلوں کا وطن

یه مانا که کسي ملک کي آب و هوا جسم انسـاني کیلئے کوئي خاص اثر رکهتي هو‘ مگر یه تو کچهه ضرور نهیں که ایک سرزمین کا اخلاق بگڑنے پر آئے تو پورے خطے کي حالت یکساں طور پر بگڑجاے‘ هم عرصے سے دیکهه رهے هیں که پنجاب کے اخبارات گو خریداروں کے پیدا کرلینے اور نئے نئے کارخانوں کے چلالینے کي ترکیبوں میں ترقي کررهے هیں مگر انکا اخلاقي تنزل نهایت درد انگیز هے - کل کي بات هے که (زمیندار) اور (وطن) میں باهم جوتي پیزار هو رهي تهي‘ اور جسطرح پنجاب میں پهلـوانوں نے دنگل هوا کرتے هیں‘ اسي طرح دونوں پهلوان ایک دوسرے سے گتهے هوے تهے - (زمیندار) کا صرف یه قصور تها که تهوڑے دنوں کے اندر هي اسکي اشاعت پرانے اخباروں سے کیوں بڑهگئي اور کیوں وه لاهور کے چند دولت مندوں کي پرستش سے انکار کرتا هے؟ انسان کے تمام قصور معاف هوسکتے هیں مگر ایک دکاندار اُس شخص کو تو کبهي معاف نهیں کرسکتا جس نے اسکے سامنے کي خالي دکان پر قبضه کرکے راه کے خریداروں کو اپني طرف کهینچ لیا هو -

همارے عقیدے میں یه نتائج صرف اس بات کے هیں که پنجاب میں تجـــارت کي ترقي نے بالعموم دکاندارانه اخلاق پیدا کردیا هے‘ اور اغراض پرستي کي هوا میں سب پل رهے هیں - تجارتي زندگي کا قدرتي نتیجه یه هے که شب و روز باهم تصادم و تسابق هو‘ اور ملکوں میں ایسے موقعه پر تجارت هي کے میدان میں پیچ لڑائے جاتے هیں‘ مگر یهاں یه تدبیر اختیار کي گئي هے که تلوار کي جگه قلم کا وار کرکے پهر باطمینان حریف کي دکان لوٹ لي جاے -

یه قصه کئي ماه تک جاري رها اور ابتک جاري هے‘ کیکر سنگه نے غلام پهلوان سے عاجز آکر اُسکي کنپٹي پر مکه کي ایک سخت ضرب لگادي تهي‘ اسي طرح یه قلم و کاغذ کے پهلـوان جب عاجز آجاتے هیں تو پهر ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کردیتے هیں‘ فحش و مغلظات سے بهي انهیں دریغ نهیں - ایک اپنے حریف سے پوچهتا هے که وه زمانه بهي یاد هے جب کالج میں پڑهتے تهے؟ دوسرا کهتا هے که زیاده باتیں نه بناؤ ورنه میں تمهارا فلاں راز فاش کردونگا - اب یهاں تک نوبت پهنچ گئي هے که ایک دوسرے کو چور اور ڈاکو بتلاتے هیں‘ ایک کهتا هے که تم نے طرابلس کے نام سے روپیه کهالیا‘ دوسرا کهتا هے که فرضي کمپنیاں بناکر قوم کو لوٹ لیا - یه حالت صرف مسلمانوں هي کي نهیں هے بلکه اس حمام میں سب هي ننگے هیں - هندو اور آریا اخبارات کو دیکهئے تو وه بهي ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کے شریفانه شغل هي میں خوش هیں - بدبختو! صرف تم هي ذلیل نهیں هو بلکه تمهاري تمام قوم اور پورا ملک ذلیل هے - جس قوم پر خدا کا قهر نازل هوتا هے اسکا یهي حال هوتا هے‘ پہلے اس سے حکومت چهین کر غیروں کو اسپر مسلط کردیتا هے - بني اسرائیل نے جب خدا سے منهه موڑا تو انپر ایک باهر کي قوم بهیجدي گئي:

بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید [پهر هم نے تم پر ایک سخت و شدید قوم کو مسلط کردیا ۱۷:۱۰]

جب اسپر بهي باز نهیں آتے تو پهر فسق و فجور‘ حسد و حقد‘ هوا پرستي و نفسانیت‘ نااتفاقي و بیگانگت میں انکو مبتلا کردیتا هے - خود هي کٹتے هیں اور خود هي مرتے هیں - وما اهلکنا قریة الا واهلها ظالمون [اور هم کسي آبادي کو تباه نهیں کرتے مگر اس وقت جبکه وه ظلم و معاصي میں مبتلا هوجاتي هے]

هم اپنے معاصرین سے یه منت التجا کرتے هیں که خدا کیلئے اپني ملت پر نهیں‘ تو خود اپنے اوپر رحم کریں‘ اور مسلمانوں کي موجوده ذلت و رسوائي پر قناعت کرلیں - نفسانیت و خود پرستي کي حد هوگئي هے اور خدا کي طرف سے سب نے منه موڑ لیا هے - تعجب هے که ساري دنیا آپ پر هنس رهي هے اور آپکو ایک لمحه کیلئے بهي اپنے اوپر رونا نهیں آتا؟ ملک و ملت کي خدمت شاید اس طریقے سے الگ هوکر بهي کي جا سکتي هے‘ یه تو کچهه ضرور نهیں که جب تک آپ ایک دوسرے کو چور ثابت نه کرلینگے اس وقت تک آپکي زیر اصلاح قوم آپکو اپنا امین نه سمجهے گي -

تو بخویشتن چه کردي که بما کني نظیري
بخدا که واجـــب آمـــد زتو احتراز کردن

اس هفته (مسلم یونیورسٹي) کے متعلق قلم اسقدر بے اختیار رها که بعض معاصرین کي اصطلاح میں پورا نمبر گویا (یونیورسٹي نمبر) هوگیا - هم هرگز اسے پسند نهیں کرتے که ایک هي طرح کے بڑے بڑے آرٹکلوں سے پورا رساله بهردیا جاے مگر ایک طرف وقت کا اقتضا اور ضرورت‘ دوسري طرف صفحات کي قلت‘ اور سب پر طره یه که دماغ قابو میں نهیں - مجبوراً یه طریقه اختیار کرنا پڑتا هے - (البانیا) کے مسئلے پر دو هفته سے لکهنا چاهتے هیں‘ ترکي کي موجوده حالات کے متعلق کئي هفتے سے بالکل نهیں لکها‘ انگلستان کے موجوده احزابي مناقشات کو تو گویا هم بالکل بهولے هوے هیں‘ عام مسائل اور مذاکره علمیه و انتقاد تو ابتک شروع هي نهیں هوے‘ معلوم هوتا هے که خواه کچهه هو مگر ضخامت بڑهاني هي پڑیگي - والامر بید الله سبحانه

رفیق دهلي

یه ایک روزانه اخبار هے جو دهلي سے نکلنا شروع هوا هے‘ ڈیمائي سائز کے چار صفحوں پر چهپتا هے‘ کاغذ اور چهپائي اچهي هے‘ قیمت سالانه ۱۲ روپیه اور ششماهي ۶ - ۸ آنه -

اس وقت تک هم نے دو چار نمبر سرسري طور پر دیکهے‘ روزانه تار برقیوں اور عام واقعات و اخبار کو اچهي طرح جمع کیا جاتا هے اور به حیثیت مجموعي ارزاں اور دلچسپ هے - فرصت نصیب هو تو اخبارات کو پڑهنے کا وقت نکالیں اور پهر اسے دیکهیں -

الهلال

۲۰ : اگست ۱۹۱۲

— * —

نشۂ شام کي نصف شب

يا

مسلم يونيورسٹي

اور اس ضمن ميں چند متفرق خيالات

(۱)

بہت سي تاريخيں ياد رکھنے کے قابل ہوتي هيں - فرانس ۱۸ - جولائي سنہ ۱۷۸۹ - کو نہيں بھولتا کہ آزادي کي رحمت کا اُسي دن نزول ہوا - انگلستان ۲ جون سنہ ۱۶۴۹ کو همیشہ ياد رکھتا هے کہ شاهي اقتدار پر آخري ضرب اُسي دن لگي - ليکن يہ يادگاريں دنيا کي زندہ قوموں کا حصہ هے - هم بدبختوں اور زبون طالعوں کے پاس بھي بہت سي تاريخيں ايسي تھيں جنکي عظمت کے آگے صرف هم هي نہيں' بلکہ تمام عالم سر جھکاتا تھا ؛ ليکن يہ زندگي کے کاروبار تھے' اب کہ موت کي مردني سے جسم ملت کا هر عضو افسردہ هو رها هے' ايسے نصيب کہاں کہ کامراني و فتحيابي کي تاريخيں ياد رکھنے کيلئے ميسر آسکيں ؟ قومي اقبال کا آفتاب جب چمکتا هے تو شايد ايک هي مرتبہ چمکتا هے -

---

ليکن :

توفيق باندازۂ همت هے ازل سے

قسام ازل نے هر شخص کو اسکي همت اور صلاحيت کے مطابق اسکا حصہ ديديا هے - کوئي سايۂ طوبیٰ ميں بيٹھکر خوش هوتا هے اور کوئي قامت يار کي جستجو ميں :

تو و طوبیٰ' و ما و قامت يار

خوشي کے دن هميں نصيب نہيں کہ ياد رکھيں تو اپنے ايام غم کو تو بھول نہيں سکتے ؟ اوروںکو اگر فصل بہار کي ياد ملي هے تو مبارک هو' هم خزاں کي يادگار منايا کرينگے :

نوحۂ غم هي سہي' نغمۂ شادي نسہي

اگر دن پھرنے والے هيں تو عجب نہيں کہ نوحۂ غم سے نغمۂ طرب کي لے پيدا هو جائے - بہار خزاں کے بعد هي آتي هے' اور خشک درختوں کو هم نے سرسبز هوتے ديکھا هے : يخرج الحي من الميت و يخرج الميت من الحي' ويحيي الارض بعد موتها ' وكذلك تخرجون [خدا زندگي سے موت کو اور موت سے زندگي کو پيدا کرتا هے' اور زمين پر جب موت چھا جاتي هے تو اُسکي رحمت پھر اُسے زندہ کرديتي هے ۳۰ : ۱۹]

۱۲ ڈسمبر

همارے اخوان وطن جب (۱۲ ڈسمبر) کي يادگار کا جشن منائيں گے کہ اسي دن انکي سي سالہ جد و جہد نے حکومت کو شکست دي اور تقسيم بنگال کا نوشتۂ تقدير (جسکي تنسيخ کو لارڈ مارلے چاند کيلئے بچوں کا مچلنا کہتے تھے) بالاخر مٹاکر چھوڑا' تو هم بھي بيکار نہيں رهيں گے - وہ اگر اپني کامراني کو ياد رکھيں گے' تو هم اپني نامرادي کا مرثيہ پڑھيں گے - وہ اگر اسپر خوش هونگے کہ تيس برس تک شاهراہ مقصود پر چلتے رهے اور بالاخر منزل کو سامنے ديکھا تو هم اپني گمراهي و ضلالت پر سر پيٹيں گے کہ تيس برس تک غلط راہ چلکر ٹھوکريں کھاتے رهے اور بالاخر منہ کے بل گرے - وہ اگر اپنے راهنماؤں کو ياد رکھيں گے جنھوں نے اپنے تئيں کھو کر آج اُنہيں پيدا کيا' تو هم بھي اپنے ليڈروں کو بھول نہ سکيں گے کہ اپنے اغراض و منافع کي تلاش ميں پوري ملت کي متاع کو کھو ديا - اور سب سے آخر يہ کہ اگر انکو خوشي هوگي کہ جو کچھہ ملا وہ اس سے زيادہ کے اهل تھے' تو همکو بھي شکايت نہوگي کہ جس ٹھوکر سے ٹھکرائے گئے اس سے بھي زيادہ کے مستحق تھے - اسميں شک نہيں کہ انکے لئے خوشي کي ياد هے اور همارے لیے غم کي' ليکن اگر چشم بينا اور دل عبرت پذير هو تو نتيجہ دونوں کا يکساں هے - انکو کاميابي همت دلاتي هے تو همکو ناکامي غفلت سے بيدار کرتي هے - انپر حکومت کا يہ احسان هے کہ مايوس هونے سے بچاليا تو هم پر انسے بڑھکر احسان يہ هے کہ سوتے ميں هشيار کرديا : لقد كان اية في فئتين [بيشک خدا کي نشاني هے دونوں جماعتوں ميں ۳ : ۱۱]

۱۳ - جولائي سنہ ۱۹۱۱

عبرت کے مواقع جلد جلد ميسر نہيں آتے اور غفلت کو هميشہ بيداري کي کروٹيں نصيب نہيں هوتيں' اگر ايسا هو تو دنيا کم سوے' اور زيادہ جاگے ؛ حالانکہ وہ هميشہ سوتي هي رهتي هے - ليکن شايد اب همارے دن جلد پھرنے والے هيں کہ قدرت کا تازيانۂ تنبيہ جلد جلد اٹھنے لگا هے - (۱۲ - ڈسمبر) کو ابھي زيادہ دن نہيں گذرے تھے کہ ۳۱ جولائي سنہ ۱۹۱۱ کي تاريخ نمودار هوئي (آنريبل سر - ايس - ايچ - بٹلر) اپنے مراسلے کي تمهيد ميں لکھتے هيں :

" ۳۱ جولائي کو ميں نے آپکو اطلاع دي تھي کہ صاحب وزير هند يونيورسٹي کا قيام منظور فرمانے کيلئے طيار هيں بشرطيکہ

(۱) آپکي کميٹي کافي سرمايہ دکھلاسکے اور

(۲) يونيورسٹي کا کانسٹي ٹيوشن جو آپ پيش کريں وہ تمام و کمال گورنمنٹ هند اور صاحب وزير هند کو منظور هو - نيز ميں نے اس مراسلے ميں يہ بھي لکھديا تھا کہ آپکي جو اسکيم صاحب وزير هند کے سامنے پيش هوگي اسکي تمام تفصيلات کے متعلق وہ اپنے اختيارات کامل کو محفوظ رکھتے هيں — "

همکو يہ تاريخ بھي هميشہ ياد رکھني چاهئے - يہي وہ يادگار تاريخ هے' جس نے گويا همارے موجودہ دور زندگي کي سب سے بڑي جد و جہد اور همارے وقت اور مال کي سب سے زيادہ قيمتي چيز کا

فیصله کردیا تها ' مگر حکمراں کمیٹي نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکها ' اور برابر یهي چیختے رهے که روپیه لاؤ روپیه لاؤ کیونکه اسکے سوا اور کوئي رکاوٹ درپیش نهیں : والله یعلم انهم لکاذبون -

ان میں کا هر فرد هر واقفکار شخص کي طرح خوب جانتا تها که ایسي یونیورسٹي جو گورنمنٹ کے آهني پنجے میں دبي هوي نهو نه ملي هے اور نه ملسکے گي ' اور پهر قرائن اور حالات سے بڑهکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کهدیا تها که شرط آخري یه هے که جز و کل همارے هاتهه میں محفوظ رهے گا - لیکن باوجود اسکے پریس کمیونک کي اشاعت تک ان میں کا هر شخص دانسته دس کرور مسلمانوں کو دهوکا دیتا رها اور صرف اسلئے که افشاے راز کے بعد چاندي اور سونے کي لگاتار بارش جو هو رهي هے بند هوجاے گي ؛ کسي کا لب نهیں کهلا که (سماے شمله) کا (شدید القوی) جو وحي اُسپر نازل کررها هے اُسکو اپني مظلوم امت تک بهي پهنچادے - صرف ایک (نواب وقار الملک) کا سچا اور مومن قلب تها جو ان فریب کاریوں کا متحمل نه هوسکا اور علیگڈه کے علائق کي ظلمت اُسکے نور ایمان پر غالب نه آسکي - اُنهوں نے اصلیت سے جب پرده اٹهایا تو روپیه دینے والوں کے هوش و حواس ذرا ٹهکانے هوے اور پیشانیوں کو دیکها تو پسینے سے تر تهیں - لیکن اب شکوۂ و شکایت کا موقعه نه تها - وه اجتماعي جوش اور قومي جذبات جو دوسري قومیں آزادي اور وطن پرستي جیسے مقاصدِ عالیه کیلئے صرف کرتي هیں ' هم ایک لفظ بے معني اور ایک سفر بے مقصود یعنے مسلم یونیورسٹي کے پیچهے ضائع کرچکے تهے ' اور رهزنوں سے پہلے خود رهبروں نے دل اور جیب ' دونوں کو لوٹ لیا تها :

همچو خراجے که بر خراب نویسند

لیکن سخت اضطراب دل کے ساتهه لکهنا پڑتا هے که یاران شاطر نے بالاخر نواب صاحب قبله کو بهي چین سے بیٹهنے نه دیا که اس حق گوئي کو اسکي اصلي شان میں رهنے دیتے - نواب صاحب کي چٹهي کے شائع هوتے هي (راجه صاحب محمود آباد) " اس سخت اور تکلیف ده موسم گرما کي دقتیں برداشت کرکے اور : عشق ازین بسیار کردست و کند " علیگڈه پهنچے ' اور پهر چند دنوں کے بعد هي نواب صاحب قبله کي دوسري مراسلت اخبارات میں شائع هوگئي !

تاهم نواب صاحب کي عظمت همارے دلوں میں هے اور رهے گي - هم انکي مجبوریوں سے بے خبر نهیں هیں - جس سرزمین ' اور جن لوگوں میں رهکر انکو کام کرنا پڑا ' اسکو دیکهتے هوے تقسیم بنگال کي تنسیخ ' مسئلهٔ طرابلس ' اٹلي کي جدے پر گوله باري ' اور نیز مسلم یونیورسٹي پر انهوں نے جو کچهه لکهدیا ' هم سمجهتے هیں که وه انکي قوت ایماني کا ایک اعجاز هے - ورنه بتکدے سے اذان کي آواز - بغیر اسکے ڈهائے هوے - آجتک کس نے سني هے ؟

قصر یلدیز

گو تمام دنیا اب (سلطان عبد الحمید) کے مظالم کو تسلیم کرتي هو لیکن هندوستان کي مٹي عقیدت اور پرستش کے خمیر سے بني هے ' بهت سے لوگ هیں جنکو (قصر یلدز) کے جبر و شخصیت پر اب تک یقین نهیں آتا - ایسے لوگ چاهیں تو هم اُنهیں خود هندوستان هي میں ایک چهوٹا سا (یلدیز) بتلا سکتے هیں - خود مختار پادشاهوں نے اپنا لقب " مالک رقاب الامم " رکها تها ' یعنے قوموں کي گردنوں کے مالک ' که وه جب چاهیں گردنوں کو جسموں سے الگ کرسکتے هیں - یه اختیار تو اب هم نے برطانیه کي گورنمنٹ اف انڈیا کو دیدیا هے ' البته همارے سروں کي مالک ایک جماعت موجود هے جو جب چاهے بے تامل انهیں ٹهکرا سکتي هے - یه همارے خود ساخته لیڈروں کا گروه هے ' جنهوں نے اپنے ایوان مشوره کو قصر یلدیز کا نمونه بنا لیا هے - اسکے دروازے بند ' اور در و دیوار خاموش هیں - انکي رعایا کا صرف یه فرض هے که چندوں کي مالگذاري اور خراج بے چون و چرا پیشکش کرتي رهے اور کبهي دم نه مارے ' اگر کوئي انقلابي خیالات کا باغي ملک میں بے چیني پیدا کرے تو فوراً (مابین همایوني) سے ایک فرمان شائع کر دیا جاے که ابهي وقت نهیں آیا ' یا یه رموز مملکت اور رازدارانه اعمال هیں جو اپنے وقت پر خود منکشف هو جائیں گے : یفعل ما یشاء و یختار [خدا جو چاهتا هے کرتا هے اور وه مختار هے] -

یونیورسٹي کے معاملے میں بهي اپني عادت مستمره کے مطابق ان لیڈروں نے یهي سمجها تها که قوم نے نه کبهي پوچها هے اور نه پوچهے گي - روپیه لیتے جائیں اور وقت ٹالتے جائیں ' بند کمروں میں بیٹهکر جو کچهه کرنا هے کردیں گے ' پهر جب وقت آے گا تو سمجهادیں گے که فرض اطاعت اولي الامر اور شان وفاداري کا یهي اقتضا هے که جو کچهه ملے آنکهوں سے لگا کر قبول کرلو - یهي سبب هے که جب کبهي کسی بنده خدا سے رها نه گیا اور اُسنے چار لفظ منه سے نکالے تو فوراً اسکي زبان بند کردي گئي - بارها پوچها گیا که آخر یونیورسٹي هے کیا شے ؟ گورنمنٹ کیونکر ایک آزاد یونیورسٹي کو چارٹر دیسکتي هے ؟ حق ویٹو کے کیا معنے هیں ؟ مگر یونیورسٹي بهي (استواء علی العرش) کا مسئله تهي که همیشه یهي جواب ملا : کیفته مجهول ' والاعتقاد واجب ' والسوال عنه بدعة [اسکي حقیقت مجهول هے مگر اسپر اعتقاد واجب هے اور اسکي نسبت سوال بدعت]

لیکن سب کچهه کهکر آخر یهي کهنا پڑتا هے که یه سب قوم کا قصور هے ' اور اسکي علت بهي مسلمانوں کي تمام امراض کي طرح مذهب سے روگرداني هے - اسلام نے اپنے هر پیرو کو لیڈر بنا یا هے اور کوئي نهیں جسکو خدا و رسول کے سوا مسلمانوں کے کاموں پر خود مختارانه اقتدار حاصل هو - احتساب هر مسلمان کا مذهبي فرض هے ' جب خود هم نے اپنے تئیں غافل رکها تو صیاد کا کیا قصور ؟

نه لپٹیں نه هو قتل ' انصاف یه هے
که هم خود بد آموز قاتل هوے هیں

کیا کمیٹي کو آج هي یه معلوم هوا هے که یونیورسٹي آزاد اور مسلم یونیورسٹي نهوگي که اب آگ لگانے والے آگ بجهانے والوں کے ساتهه شریک هوگئے هیں ؟ تعجب هے اگر شمله دور دور کر جانے والوں کو اسکي خبر نهو جب که خود هم کو گهر بیٹهے اسکي خبر تهي - هم مسلمانوں سے بمنت التجا کرتے هیں که خدا کیلئے اب وه یونیورسٹي

عقیدت اور مہلک حسن ظن سے کام نہ لیں کہ لیڈر پرستي کي حد ہوگئي - ہم انکو اپنا دل نہیں دکھاسکتے مگر اپني سچائي کا شاید یقین دلا سکتے ہیں (واللہ یعلم سري وعلانیتي) ہم کو کسي سے بغض نہیں ' مگر خدا کي دوستي کو چھوڑ نہیں سکتے - وہ یقین کریں کہ اگر (نواب وقارالملک) نے عین موقع پر بھانڈا نہ پھوڑ دیا ہوتا اور قوم میں تغیرات حالت نے حقوق طلبي کي جنبش پیدا نہ کردي ہوتي تو اج ان لیڈروں میں سے ایک بھي اس موقع پر سامنے نہ آتا اور جو کچھہ ۱۱ - اگست کو ہوا اسکے ذکر سے ہماري تاریخ ہمیشہ خالي رہتي آج تو (آغا خان) بھي عدم الحاق کي مخالفت میں تار بھیجتے ہیں اور پھر اسپر اصرار ہے کہ اسکا اعلان کردو ' لیکن سوال یہ ہے کہ کل تک حضرت کہاں تھے ؟ اس مسئلہ پر تو انکي راے پہلے ہي ظاہر ہوچکي ہے اور وہ جو کچھہ تھي کمیٹي کے صیغۂ رازداري کي الماري میں موجود ہے - اب انکے تار کے اعلان کي ضرورت نہ رہي - فضل الہي سے خود انکي خدمات کي تشہیر ہو رہي ہے - کل کي بات ہے کہ ہم نے انکي گازي کھینچي تھي ' ولکن شتان ما بین الیوم والامس - جن عزتوں پر خدا کا ہاتھہ نہیں ہوتا وہ گو کتني ہي نظر فریب ہوں مگر پائدار اور مستحکم نہیں ہوتیں : وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین - [عزت خدا کیلئے ہے اور اسکے رسول کیلئے اور سچے مومنوں کیلئے]

---

۱۱ - اگست کو لکھنو میں جو جلسہ ہوا تھا پہلے دن اسکے دروازے بند نہیں کیے گئے ' مگر جو آنکھیں تاریکي میں کام کرنے کي عادي ہوں انکو باہر کي روشني کب راس آسکتي ہے ؟ بالاخر دوسرے دن گو پٹ بھیڑاے نہیں گئے مگر ہلکے پردے چھوڑ دیے گئے تا کہ کچھہ تو تاریکي پیدا ہوجاے :

دیدار مي نمائي و پرہیز مي کني

سب سے پہلے (راجہ صاحب محمود آباد) نے افتتاحي تقریر میں اسپر بے انتہا افسوس ظاہر کیا کہ " ہم نے آجتک اپني کارروائي کو بصیغہ راز رکھا تھا مگر اب گورنمنٹ خود اسے ظاہر کرتي ہے ' جب گورنمنٹ چھپانا نہیں چاہتي تو ہمکو بھي چاہئے کہ آیندہ سے اپنے اجلاس پبلک طور پر کریں "

یہ تو (راجہ صاحب) نے گورنمنٹ سے خوب انتقام لیا (جزاء سیئۃ ' سیئۃ مثلہا - بدي کا بدلہ ویسي ہي بدي ہے -)

محتسب خم شکست و من سر او
سن بالسن والجروح قصاص

ہم کو افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کمیٹي کي رازداري کي قدر نہ کي - وہ گورنمنٹ ' جسکي خاطر کمیٹي نے اپني قوم تک کو چھوڑ دیا ' اور اس روپئے کے مصرف سے ہمیشہ بے خبر رکھا جسمیں معصوم لڑکیوں کے کانوں کي بالیاں اور بچوں کي مٹھائي کے پیسے تک شامل تھے

اسکے بعد راجہ صاحب کو بہت سي باتیں ایسي یاد آگئیں جو اگر چند ماہ پہلے یاد آگئي ہوتیں تو قوم کا تیس لاکھہ روپیہ اور ایک ہي مرتبہ پیدا ہونے والا جوش اسطرح ضائع نہ جاتا ' تا ہم اب بھي غنیمت ہي سمجھنا چاہئے - واقعات نے اس ابتدائي منزل تک تو پہنچا دیا - عجب نہیں کہ کہتے کہتے ایسے ہي الفاظ زباں پر چڑھجائیں :

حور و جنت جلوہ بر زاہد دہد در راہ دوست
اندک اندک عشق درکار آورد بیگانہ را

بارجود این ہمہ جوش و خروش ' پھر بھي اس جلسے کو دیکھئے تو تو یہ کچھہ ہو چکنے کے بعد بھي ارباب طریقت اسي فکر میں تھے کہ کعبے کي طرف رخ کرنا پڑا ہے تو کم از کم بتکدے کي طرف پیٹھہ تو نہو - پہلے بحث ہوئي کہ اس مجلس کي کارروائي بھي بصیغۂ راز رکھي جاے یا نہیں ؟ گو راجہ صاحب گورنمنٹ کي اتباع سنت کے خیال سے پبلک جلسے کا اعلان کر چکے تھے اور اب طبیعتیں بھي ایک حد تک جوش و خروش کي نمایش کرنا چاہتي تھیں ' لیکن مدتوں تک جو پاؤں کیچڑ میں پھنسے رہے ہوں ' وہ یکایک صاف قالین پر چلیں گے تو دھبے پڑے ہي ہیں گے - بعض صاحبوں نے کہا کہ گو گورنمنٹ نے سر حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ہو مگر ہم سالکین راہ وفاداري کو - کہ پیمان محبت باندھچکے ہیں - اب بھي مرغ سحر کي جگہ پروانے کے مشرب عشق پر کار بند رہنا چاہئے :

کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

ہم نے سنا ہے کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کي بھي یہي راے تھي -

---

ہم اس موقعہ پر آنریبل مسٹر (مظہر الحق) کي تعریف کرنے کیلئے اپنے اندر بے اختیارانہ جوش پاتے ہیں کہ انہوں نے في الحقیقت اس جلسے کي شرم رکھہ لي ' اور پوري آزادي اور دلیري کے ساتھہ اصول راز داري کي مخالفت کي - جزاہ اللہ عني و عن سائر المسلمین خیر الجزا -

دوسرے دن کے اجلاس میں بھي انکي تقریر پڑھکر ہم کو نہایت خوشي ہوئي - انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ یہ جو کچھہ ہورہا ہے مسلمانوں کي غلامانہ پالیسي کا نتیجہ ہے - لیکن ناظرین اس سے یہ راے قائم نہ کر لیں کہ اب انکي پولیٹکل جماعتوں میں بھي اسي آزادانہ راے رکھنے والے لوگ پیدا ہوگئے ہیں - ممکن ہے کہ اب پیدا ہوں ' لیکن (مسٹر مظہر الحق) کي آزادي تو صرف اسکا نتیجہ ہے کہ وہ عمر بھر ملک کي اصلي کارکن جماعت یعني (کانگریس) کے ساتھہ رہے ' اور کبھي مسلمانوں کے پولیٹکل مذہب کي تلقینات قبول نہیں کیں - اگر علي گڈہ کي دلدل میں وہ بھي پھنس گئے ہوتے تو آج انکي زبان اسطرح نہ چلتي - افسوس :

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئي
کچھہ ہوے تو یہي رندان قدح خوار ہوے

مسلم یونیورسٹی

کے خواب کی تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معتبر کی زبانی

(٢)

گذشتہ تحریر میں ہم نے سید صاحب کی اسکیم کا جو اقتباس دیا ہے، اس سے مقصد یہ تھا کہ اصولی طور پر سر سید ایک ایسی درسگاہ قائم کرنا چاہتے تھے جسکا تعلیمی اثر اور نگرانی علم ہو، نہ کہ محدود؛ اور یہی مقصد مجوزہ یونیورسٹی کے غیر مقامی ہونے سے ہے -

اپنی پیش کردہ اِس الزامی حجت کو کامیاب فرض کرکے (مسٹر بٹلر) زیادہ قیام کی یہاں ضرورت نہیں دیکھتے اور پھر فوراً غیر مقامی یونیورسٹی کے مضرات بیان کرنے پر جلد جلد پانچ دفعیں پیش کردیتے ہیں :

" (١) غیر مقامی ہونے کی صورت میں یونیورسٹی کا قدیم سرکاری یونیورسٹیوں سے مقابلہ اور اغلب ہے کہ مناقشہ پیدا ہوجائے گا

(٢) ضرور ہے کہ ایسی یونیورسٹی علی گڈہ کی ڈگریوں کے معیار کو پست کردے گی اور یہ آرزو غارت ہوجائے گی کہ وہ ایک تعلیمی درسگاہ، اور ایک ایسا مرکز علم ہو جہاں امتحانات تعلیم سے موخر ہوں اور اساتذہ صرف طلبا کے محافظ ہی نہیں بلکہ انکے ذہن کو ترقی دینے والے ہوں -

(٣) رزیڈنشیل طریقہ کی قدر و قیمت اُس روح سے عبارت ہے جو کالج کے اندر جاری و ساری ہو، جسکا اثر نسلاً بعد نسلاً طلبا میں منتقل ہو، اور جو تمام تر اسکی روایات پر مبنی ہو؛ لیکن علی گڈہ کی روایات بالکل مقامی ہیں اور انکا انحصار زیادہ تر ذاتی تعلقات پر ہے -

(٤) اس صورت میں مجوزہ یونیورسٹی مختلف حصص ہند کی نگرانی نہ کرسکے گی -

(٤) علاوہ ان عملی اعتراضات کے مناسب ہے کہ یونیورسٹی زمانۂ حال کی بہترین رائے کے مطابق قائم ہو - "

اِن پانچ دلیلوں کو انریبل سر بٹلر نے اسدرجہ کافی سمجھ لیا ہے کہ اسکے بعد وہ بالکل خاموش ہوگئے - ہم ضرور انکے تلاش استدلال اور جدید تعلیمی عہدے کے تجارب کی داد دیتے مگر افسوس ہے کہ اسکے لئے کوئی راہ سامنے نہیں پاتے - بیشک مسٹر بٹلر لکھنؤ میں (امین اباد) کو وسعت دیکر شہر کی خوبصورتی کو بڑھا سکتے ہیں، لیکن شاید ہماری خواہشوں اور ارادوں کی خوبصورتی کو متاکر بدھیئت بنانے پر قادر نہیں -

ہم بہت اختصار کے ساتھ بحث کرینگے - پہلی وجہ کی نسبت ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم سر بٹلر کو کسی سرکاری کاغذ کے ذریعہ تو نہیں بتلانی تھی - گورنمنٹ اگر صرف اپنی ڈگریوں کے پُتلے بنانے والے کارخانوں کی عزت بچانے کیلئے ہمیں آدمی پیدا کرنے سے روکنا چاہتی ہے تو اسکو اپنے (کالونیل آفس) کے تمام فیاضانہ اور سیر چشمانہ دعوؤں کو واپس لے لینا چاہئے اور کم از کم آیندہ کیلئے تو انسانی ہمدردی اور رعا پرستی کے الفاظ اپنی تاریخ تغلب و فتوحات سے نکال دینے چاہئیں - پھر اگر اصولاً دیکھا جائے تو یہ کہنا بھی محض ایک ادعا ہی ہے - اگر خود گورنمنٹ کی پانچ یونیورسٹیاں ہندوستان میں بغیر باہمی تصادم اور تناقش کے زندہ رہسکتی ہیں تو مجوزہ یونیورسٹی ہر صوبے میں ایک محدود اثر کے کالج کو شامل رکھکر کیوں گورنمنٹ کے نظام تعلیمی کو درہم برہم کردے گی؟ الہ آباد یونیورسٹی کے حلقۂ اثر کے اندر آج بھی پنجاب یونیورسٹی کی مشرقی علوم کی ڈگریوں کا دخل ہے مگر کبھی کوئی مناقشہ ہمیں نہیں سنایا گیا - بہتر ہوتا کہ اس دفعہ کی کسی قدر تشریح کردی جاتی - مناقشہ کا احتمال اسطرح ظاہر کردیا گیا ہے گویا اصول متعارفہ کی طرح ایک مسلم بات ہے اور اسلئے تفصیل کا محتاج نہیں - ہم کو بتلانا چاہئے کہ مناقشے کی صورتیں کیا کیا ہیں جنسے (لارڈ کربو) گھبرا رہے ہیں؟

دوسری وجہ کو پڑھکر نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہم کو ہنسانا چاہتی ہے یا اسکی آرزومند ہے کہ گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کی علمی بےبسی پر روئیں؟ اگر صیغۂ تعلیم کا اعلی عہدہ دار اپنی کروروں رعایا کی متفقہ خواہش کی پامالی کے لئے اپنے توسنِ فضل و کمال کی اتنی ہی جولانی کو کافی سمجھتا ہے تو ہم کو رونا چاہئے کہ ہماری تعلیم کا تاج و تخت کیسے لوگوں کے قبضے میں ہے - اس ادعاے محض کو ہم کیا سمجھیں؟ کیوں ضروری قرار دے لیا گیا ہے کہ اس صورت میں یونیورسٹی کی ڈگریوں کا معیار پست ہی ہوجائے گا؟ پچاس برس تک گورنمنٹ کا صیغۂ تعلیم اپنی یونیورسٹیوں کا معیار تعلیم پست رکھکر اب ہر تعلیمی شے کو پستی ہی میں دیکھتا ہے - ہم کہتے ہیں کہ کچھ ضروری نہیں - یہ ہماری کب آرزو ہے کہ غیر مقامی ہونے کی صورت میں ہم اسے محض امتحان لینے والی جماعت بنادیں گے - ہم تو وہ ہیں کہ برسوں سے گورنمنٹ کی امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کی تحقیر و تذلیل کرتے کرتے تھک گئے مگر گورنمنٹ ابتک اسمیں کوئی عملی تبدیلی کرنے کے لئے آمادہ نہیں - ہمارا تو مقصد اصلی یہی ہے کہ جس چیز کے کرنے سے گورنمنٹ آجتک عاجز رہی ہے اب خود اپنی ہمت سے اُسے انجام دیں اور تعلیمی کھلونے بنانے کے کارخانے کی جگہ واقعی تعلیم و تربیت دینے والی ایک عمارت طیار کریں - البتہ ساتھ ہی خود گورنمنٹ ہند کی قائم کردہ نظیر کی تقلید کرکے اسکا حلقۂ اثر محدود رکھنا نہیں چاہتے - وہ ایک پورے معنوں میں رزیڈنشیل یونیورسٹی ہوگی اور قیامی تعلیم کو ہمیشہ مقدم رکھے گی - لیکن اپنا نصاب تعلیم قومی کالجوں میں رائج کرے گی اور اسکی تعلیمی کونسل انکی تعلیم و تربیت کو اپنی نگرانی میں رکھے گی

تیسری دفعہ میں جو کچھ کہا گیا ہے البتہ ہم اسکے لئے نہ صرف آنریبل سر بٹلر بلکہ ہر (مسیحی دماغ) کو معذور رکھنے کے لئے بخوشی طیار ہیں - گو وہ بحیثیت ایک تعلیمی افسر ہونے کے ہم سے گفتگو کر رہے ہیں، مگر ہم کو تو اس دور مدنیت میں بھی ہر شے کی

علت مذهب هي نظر آتا هے - وه کہتے هیں که " اصلي شے خاص طرح کي تعلیم و تربیت اور نشؤ و نما سے نکلي هوئي روح هے جو محدود درسگاه کي روایات و اثرات کے ساتهه ملکے کام کرتي هے اور اگر یونیورسٹي غیر مقامي هوئي تو علي گڈهه کي روایات کا اثر مفقود هو جاے گا "

لیکن اگر یه دفعه همارے نام کے طولاني خط کي جگه مهاراجه دربهنگه کے مختصر خط کي زینت هوتي تو اُسے شاید اُسکي اصلي جگه ملتي - آنریبل سر بٹلر یه دفعه لکھتے هوے شاید بهول گئے که هم اور کوئي نہیں ' بلکه مسلمان هیں - همارا کوئي وطن' کوئي مقام' کوئي محدود چار دیواري کي روایات ' اور کوئي مخصوص حلقۂ تربیت نہیں هے - ساري دنیا همارا گهر هے ' اور خدا کے تمام بندے همارا کنبه هیں - هم دنیا میں (مسیح) کي طرح صرف " اسرائیل کے گهرانے کي گم شده بهیڑوں کو ڈهونڈهنے " نہیں آئے ' بلکه تمام عالم کي گم شده برادري کا کهوج لگانے آئے هیں - یه بالکل سچ هے که کیمبریج اور اکسفورڈ کے باهر اسکي روایات کا اثر نہیں ملسکتا مگر هماري روایات کا اصلي گهر تو (ابراهیم) کي بنائي هوئي قربانگاه کي چار دیواري هے اور اسکے باهر هم جہاں کہیں رهیں هماري روایات همارے دل کے اندر موجود هے - هم علي گڈه میں یونیورسٹي اسلئے نہیں بنانے که علي گڈه کي روایات کي روح نسلا بعد نسل هم میں منتقل هو - اگر ایسا خیال همارے دل میں پیدا هو تو هم مومن نہیں بلکه پکے مشرک هیں - هم تو ایک ایسي درسگاه چاهتے هیں جسکے اندر (یثرب و بطحا) کي سیزده صد ساله روایات کي روح هر متنفس میں حلول کر جاے ' اور علي گڈه کي تربیت نہیں بلکه وطن و مقام کي تمیز سے منزّا ' عالمگیر اسلام کي تربیت پیدا هو - اسلام دنیا میں کسي وطن و مقام اور قوم و مرزبوم کي تفریق کو تسلیم نہیں کرتا - اسکے خدا تین نہیں هیں بلکه ایک هے ' پس وه تمام دنیا کو بهي ایک هي بنانا چاهتا هے : ان هذه امتکم امة واحده ' وا انا ربکم فاعبدون -

پس اگر هم مسلمان هیں ' تو کسي مقامي اور خاص زمین کے ٹکڑے تک محدود یونیورسٹي کو لینا مذهباً و دیناً ناجائز سمجهتے هیں اور ایساکرنا گویا اسلام کي اندروني وحدت و اخوت کو متاثر مسلمانوں میں تعلیم کے ذریعے مختلف اثرات کي جماعتیں پیدا کرنا هوگا - رها کالج کي اندروني روایات کا اثر' تو اسکے لئے (وزیر هند) کو متفکر هونے کي ضرورت نہیں - اگر غیر مقامي هونے سے یه شے همیں نه ملے گي توهم بهي کب چاهتے هیں ؟ هم تو کالج کي روایات نہیں ' بلکه اسلام کي روایات کے طالب هیں - اگر همکو ازادي کے ساتهه چهوڑ دیا جاے که اپنا کورس خود بنائیں اور خود هي اسکو پڑها ئیں توهم یورپ کو تعلیمي درسگاهوں کے سسٹم کا ایک نیا تجربه کرا دینے کیلئے مستعد هیں - هم بتلادے سکتے هیں که کیونکر مختلف صوبوں کے کالجوں کو اپنے ساتهه رکهکر پهر ایک هي طرح کي روایات اور اخلاقي تربیت کي روح سب میں پیدا هوجا سکتي هے ؟ اور اسپر متعجب نهو که یه اسلام کا معجزه هے - جسکو تم روایات کہتے هو' همارے قران نے اسکو (صبغة الله) سے تعبیر کیا هے : صبغة الله ' ومن احسن من الله صبغه - هم انساني جماعتوں کي روایات اور اخلاقي رنگ کے طلبگار نہیں هیں ' همکو خدا کا رنگ اور اسکے بناے هوے (اسوۂ حسنه) کي روایات ملي تهیں اور اس کو پهر حاصل کرنا چاهتے هیں -

انریبل سر بٹلر تو هندوستان کے چند بڑے بڑے شهروں تک دائرۂ اثر کي وسعت سے گهبراگئے ' لیکن انهیں یه نہیں معلوم که هندوستان تو دنیا کے جغرافیه کا ایک گوشه هے ' اسکا ذکر هي کیا ' همارا بس چلے تو هم تو ایک ایسي یونیورسٹي قائم کریں جو نه صرف کسي خاص ملک ' بلکه تمام دنیا کیلئے غیر مقامي هو - تمام عالم کے کالج اسکے ماتحت هوں اور مغرب و مشرق اسکي تعلیمي حکمراني کے زیر اثر هو - گو آج هم اسدرجه ذلیل و خوار هیں که گورنمنٹ جب چاهتي هے ایک ٹهوکر لگا کو هم گرے هوں کو اور گرادیتي هے ' مگر ابهي هم میں اسقدر جان ضرور باقي هے که اپنے ماضي کو بهولے نہیں - دنیا هم پر تنگ هوگئي هے لیکن ابهي همارا دل تنگ نہیں هوا هے - اب بهي هم ساري دنیا کو اپنے اندر لے سکتے هیں - آج تیس لاکهه روپیه کي قیمت کي ایک متاع لینے کے بهي قابل نہیں اور اچهي بري اگر ملجاے تو اسپر دینے والوں کے آگے سجده کرنے کیلئے مستعد هیں - لیکن کل کي بات هے که ساري دنیا ایک گوشۂ نظر کي قیمت دیکر خرید لیتے تهے اور پهر تمام عالم همارے آگے سر بسجود تها :

فتادم دام بر کنجشک و شادم ' یاد آں همت
که گر سیمرغ مي آمد بدام ' ازاد مي کردم

لیکن نه هم اپنے حاکموں کے شاکي هیں ' نه تخت خسروي کے بعد خاک مذلت پر دیکهنے والے زمانے کے - شکوه اگر کرنا هے تو اسي بے نیاز سے ' جس نے هم کو تمام عالم کا امین و حاکم بنایا ' اور ذلت و گمنامي سے اٹها کر عظمت و شهرت پر پہنچایا ' مگر هم نے اسکي قدر نه کي ' اور پهر جو کچهه هوا ایسا هونا قدرتي تها :

و بلونا هم بالحسنات والسئیات لعلهم یرجعون (۷ : ۱۶) وان في ذلک لذکری ' لمن کان له قلب ' او القي السمع ' وهو شهید (۵۰ : ۳۷) [اور هم اچهي حالت اور بري حالت ' دونوں میں مبتلا کرکے ازماتے هیں که شاید اپني بد اعمالیوں سے باز آجائیں - بیشک اسمیں بڑي نصیحت هے انکے لئے ' جو اپنے پہلوؤں میں غور کرنے والا دل اور سروں میں سننے والا کان رکهتے هیں]

مسلمانوں کے دل اگر مر نہیں گئے هیں تو اب تو هوش میں آجائیں ' لارڈ کریو ' سر بٹلر ' اور اپنے لیڈروں پر بہت بهروسه کرچکے ' اب کچهه دنوں اپنے خدا پر بهي اعتماد کرکے اُسے آزمالیں :

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه - [جس نے خدا پر بهروسه کیا ' اسکو خدا کا اعتماد بس کرتا هے] [باقي ائنده]

عربي
فارسي اور اُردو ٹائپ کی
اعلے ترین چھپائی کیلیے
[illegible]
مستعد
هے

مقالات

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

الحب في الله' والبغض في الله - الساكت عن الحق شيطان اخرس

كنتم خير امة أخرجت للناس' تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله - (۳ : ۱۰۶)

(۳)

عمل و اعتقاد

گذشته نمبر سے گو یه متحقق هوگیا که اسلام نے امر بالمعروف اور نهي عن المنكر کو اپنے هر پیرو پر فرض کردیا هے' لیکن اصل بحث ابهي باقي هے - اِس تعلیم کو اصولاً و اعتقاداً کون نهیں مانتا ؟ لیکن اخلاق اور مذهب کي هر تعلیم میں یه یاد رکهنا چاهئے که اعتقاد اور عمل دو مختلف چیزیں هیں' جو اصول قابل عمل نهو' وه کاغذ کے صفحوں پر کتنا هي دلفریب هو مگر انساني مصائب کیلئے کیا مفید هوسکتا هے ؟ دیکهنا یه هے که دنیا اس اصول پر عمل بهي کرسکتي هے یا نهیں ؟

" اسلام" یکسر عمل هے' مذهبي تاریخ میں جو انقلابات ذهن و اصول سے عمل کي جانب هوے هیں اور جنکي ابتدائي حالت کا مکمل نمونه (گوتم بُده) اور آخري صورت (مسیحي تحریک) تهي' اسلام اسکے انقلاب آخري کا نام هے' جسکے بعد مذهب ایک خالص عملي قانون کي شکل میں مبدل هوگیا اور وه تمام چیزیں نکل گئیں' جو اُسکي عملي طاقت کو مضرت پهنچاتي تهیں - پس اگر یه سچ هے که امر بالمعروف ایک اسلامي اصول هے تو یه بهي سچ هے که وه محض ایک ذهني زندگي رکهنے والا اصول هي نهیں بلکه انسان کي عملي زندگي میں تبدیلي پیدا کرنے والا قانون هے -

حب و بغض اور عفو و انتقام

سب سے بڑي مشکل جو اس اصول کي عملي راه میں پیش آتي هے وه اخلاقي تعلیمات کي دورنگي هے' ایک طرف عفو و درگذر اور محبت و عاجزي کي تعلیم هے' دوسري طرف نیکي و بدي کے احتساب کي سختي اور انتقام و عقوبت هے - خود قران کریم کي تعلیمات میں بهي یهي مشکل پیش آتي هے - ایک طرف عفو و نرمي اور حکمت و موعظة کا حکم هے' دوسري طرف سختي و انتقام اور تشدد و جبر کے احکام پر زور دیا گیا هے - یورپ کے مورخین جب تعصب و جهل کي تاریکي میں اسلام کا مطالعه کرتے هیں تو اس اختلاف تعلیم کي ته میں انهیں کچهه نظر نهیں آتا' پهر پریشان هوکر اس اختلاف کو (مکي) اور (مدني) زندگي کے اختلاف حالت کا نتیجه بتلاتے هیں که جب تک اسلام بے بسي اور محتاجي کي حالت میں تها' نرمي اور عفو و درگذر کي تعلیم سے زندگي کا سهارا ڈهونڈهتا تها - لیکن مدینه میں آکر جب تلوار هاتهه آئي تو پهر حکومت اور طاقت کي حالت میں عاجزي و مسکنت کي ضرورت نه تهي - لیکن : والله یعلم انهم لکاذبون -

عفو و انتقام کا اصل اصول

اس بحث کا یه موقعه نهیں' لیکن اسلام نے امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کو جس اصول پر قائم کیا هے' وه حسب ذیل هے :-

فقهاء کا ایک عمده اصول هے که " اصل هر شے کي اباحت هے تا آنکه کوئي سبب حرمت پیدا نهو" انگور کا عرق في نفسه ایک مفید اور عمده شے هے' لیکن جب اسمیں نشه پیدا کردیا جاے اور نشه کي وجه سے انسان کے دماغ اور اخلاق کو نقصان اور اس نقصان کي وجه سے امن عامه میں خلل اور سوسایٹي کا هرج هو تو وه پهر حرام قطعي هے -

بالکل اسي طرح اخلاق میں بهي اصلِ عمل (محبت) هے تا آنکه کوئي سبب لاحق هو کر (بغض) سے تبدیل نه کردے' یعنی دنیا میں هر شے محبت کے زیر قانون هے اور کوئي نهیں جو محبت و پیار کا مستحق نهو' لیکن اس محبت کے اوپر بهي ایک قانون عام کي حکومت هے یعني " نفع رساني اور حقوق العباد کي نگهداشت " پس اگر کوئي علت ایسي پیدا هوجاے جسکے سبب سے محبت کي صورت اپني محبوبیت کو مسخ کردے' تو پهر هر محبوب شے کو اپني نظروں میں مبغوض بنالو' اور جس قدر محبت کي راه میں محبت کا جوش رکهتے تهے' محبت هي کے خاطر بغض کي راه میں بغض کا جوش ظاهر کرو -

غور کرو' قانون دنیا میں کیا چاهتا هے ؟ محبت یعني امن کو قائم کرنا' لیکن محبت کي خاطر عداوت' اور امن کي خاطر بد امني اسکو بهي کرني هي پڑتي هے - اسکي انتهائي آرزو یه هے که انسان کي زندگي کو مهلکات سے نجات دے' لیکن زندگي بخشنے کیلئے اُسے موت هي کے حربے سے کام لینا پڑتا هے - انسانوں کو پهانسي پر چڑهاکر مارتا هے اور کهتا هے یه اسلئے هے تا که انسان گلا گهونٹ کر نه مارے جائیں -

پارلمینٹ اور جمهوریت' امن اور آزادي مانگتي هے' مگر امن کي خاطر اُسے شخصي حکومت میں بد امني پیدا کرني پڑتي هے اور آینده قتل روکدینے کیلئے بهتوں کو قتل کرنا پڑتا هے -

قران نے حب و بغض اور نرمي و سختي کے اصول کو انهي بنیاد پر قائم کیا هے' اسکي عام تعلیم یه هے :-

خذ العفو وامر بالعرف ... خطاؤں سے درگذر کر اچهي باتوں کا حکم دے
واعرض عن الجاهلین ... اور جاهلوں سے کناره کش هوجا ...

وامـا ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم (۷ : ۱۹۸)

(اے پیغمبر) تیرے دل میں اگر انتقام اور بدلہ لینے کا ولولہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ ' وہ سننے والا اور جاننے والا ہے -

ایک دوسرے موقعہ پر احسان عام اور عاجزي و فروتني کو اس پیرایہ میں فرمایا :

ولا تمش في الارض مرحا' انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا' كل ذلك كان سيئة عند ربك مكروها (۱۷ : ۴۰)

زمین پر اکڑ کے نہ چلا کرو ' اسطرح چلکر زمین کو پھاڑ تو سکتے نہیں اور نہ تکبر چلنے سے پہاڑوں کي لنبائي کو پہنچ سکتے ہو' یہ تمام باتیں خدا کو ناپسند ہیں -

سورۂ فرقان میں اپنے نیک بندوں اور سچے مومنوں کي جہاں خصلتیں گنائي ہیں وہاں پہلا وصف یہ کہا :

وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما (۲۵ : ۶۵)

اور رحم کرنے والے خدا کے رحم طینت بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت فروتني کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل انسے جہالت کي باتیں کرتے ہیں تو سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں -

سورۂ شوری میں ایک ایسے ہي موقعہ پر مومن کا سب سے بڑا وصف یہ قرار دیا ہے کہ :

اذا ما غضبواهم يغفرون (۴۱ : ۳)

اور جب انکو غصہ آجاتا ہے تو خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں -

اصطلاح قرآن میں (عزم امور) ایک انتہائي وصف ہے جو انبیاے جلیل القدر کي مدح میں آیا ہے لیکن عفو و صبر کرنے والے کیلئے بھي اسي کو استعمال کیا -

ولمن صبر وغفر' ان ذلك لمن عزم الامور (۴۲ : ۴۲)

اور جو صبر کرے اور خطاؤں کو بخشدے تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کام ہیں -

احسان عام کي ان تعلیمات کا استقصا کیا جاے تو اسطرح کي بیسوں آیتیں اور ملیں گي -

یہ تعلیم تو عام ' اور گویا اصل اخلاقي کا حکم رکھتي ہے ' لیکن جب عوارض سے حالات متغیر ہوجائیں' اور عفو و درگذر کي جو علت تھي (یعنے نفع خلائق اور عدم مضرت رساني) عفو و درگذر سے خود وہ مفقود ہونے لگے تو اس حالت میں پھر بہ شرائط عدل و وسطیت' انتقام اور بدلے کي سختي کو جائز کردیا -

جزاء سيئة ' سيئة مثلها (۴۲ : ۳۸)

برائي کا بدلہ ویسي ہي برائي سے کرو -

آگے چلکر اسکو صاف کردیا :

ولمن انتصر بعد ظلمه ' فاولئك ما عليهم من سبيل - انما السبيل على الذين يظلمون الناس

اور اگر کسي پر ظلم ہوا ہو اور وہ اسکے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگ معذور ہیں انپر کوئي الزام نہیں الزام انہیں پر ہے ' جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور

ويبغون على الارض بغير الحق (۴۲ : ۳۹)

بغیر کسي حق کے زیادتي کے ساتھ پیش آتے ہیں -

دوسري مثال اس سے زیادہ واضح ہے -

عام حکم کفار و مخالفین کے ساتھ نرمي و رافت ' عفو و درگذر اور بطریق احسن نصیحت و موعظت کا ہے :

ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة ' وجادلهم بالتي هي احسن (۱۶ : ۱۲۷)

خدا کي راہ کي طرف حکمت و وعظ کے ساتھ بلاؤ اور اگر بحث بھي کرو تو اسطرح کہ وہ پسندیدہ طریقہ ہو -

دوسري جگہ مخصوص طور پر یہود و نصاری کي نسبت کہا :

ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتي هي احسن (۲۹ : ۴۵)

اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر بطریق پسندیدہ -

لیکن پھر دوسرے موقعوں پر (جہاد فی سبیل اللہ) کو ایک فرض دیني قرار دیا اور سورتوں کي سورتیں اسکے احکام کي نسبت نازل فرمائیں :

وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم (۲ : ۱۸۷)

جو لوگ تم سے لڑیں تم بھي اللہ کي راہ میں انسے قتال کرو -

اسي آیت کے بعد فرمایا :

فاقتلوهم حيث ثقفتموهم واخرجوهم من حيث اخرجوكم (۲ : ۱۸۸)

انکو جہاں پاؤ قتل کرو ' اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے ' تم بھي انہیں نکال باہر کرو -

پہلے عام طور پر نرمي اور آشتي کا حکم دیا تھا ' لیکن قتل پر بھي بس نہ کرکے اب شدید سے شدید سختي پر زور دیا حیث قال :

قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا فيكم غلظة

اپنے آس پاس کے کافروں سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تم میں سختي پائیں -

دونوں تعلیموں میں اس درجہ تباین و تباعد ہے ؟ مگر در اصل دونوں کا منشا ایک ہي ہے - پہلا حکم احسان عام ' محبت عمومي اور اصل اخلاقي پر مبني تھا ' لیکن جب عوارض و لواحق سے حالات بدل گئے تو جسطرح پہلے انسانوں کي راحت اور جلب نفع کیلئے نرمي کا حکم دیا تھا ' اسي طرح اور اسي مقصد سے یہاں سختي و قتل کا حکم دیا اور اس کي علت کو کھول کر بیان کردیا کہ :

الفتنة اشد من القتل (۲ : ۱۸۷)

فساد خون ریزي سے بڑھکر برائي ہے -

(۲)

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة (۲ : ۱۸۹)

انکو قتل کرو یہاں تک کہ ملک میں فساد باقي نہ رہے -

جسطرح قانون قتل کي برائي کو روکنے کیلئے خود قتل کي برائي کو مجبوراً اختیار کرتا ہے اسي طرح قرآن نے فتنہ و فساد سے ارض الہي کو پاک کرنے کیلئے تلوار سے مدد لینے تک کي اجازت دیدي ہے - بیشک نرمي اور نرم رفتاري کو خدا دوست رکھتا ہے ' لیکن سخت گیروں اور ظالموں کو سختي سے باز رکھنے کیلئے جب تک سختي نہ کي جائے نرمي قائم نہیں ہوسکتي - فتنہ و فساد اسے پسند نہیں' مگر فتنہ و فساد کو روکنے ہي کیلئے اُسے فتنہ سے علاج بالمثل کرنا پڑتا ہے -

ولو لا دفع الله الناس	اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے
بعضھم ببعض لھدمت	ھاتھہ سے نہ ھٹواتا رھتا تو تمام صومعے اور
صوامع وبیع وصلـوات	گرجے اور تمام عبادتگاھیں اور مسجدیں
و مساجـد یذکر فیھـا	جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ھے '
اسم الله کثیرا (۲۲ : ۴۲)	کبھي کے منھدم ھو گئي ھوتیں -

یعني مقصد الھي شفقت و رحمت و احسان عام ھے لیکن جب ایک گروہ اسکي زمین کو فتنہ و فساد سے آلودہ کرتا ھے ' بغیر کسي جرم و قصور کے محض عبادت الھي کی وجہ سے اسکے نیک بندوں پر ظلم و سختي کرتا ھے ' انکو گھروں سے نکالتا ھے " الله کی عبادتگاہ میں جانے سے روکتا ھے ' پھر وہ جب اپنا گھر بار چھوڑ کر ' وطن سے بے وطن ھوکر ' ایک دوسرے شہر میں پناہ لیتے ھیں تو وھاں بھي انکو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا ؛ تو ان حالتوں میں مجبور ھوکر پیغمبر کو فتنہ روکنے ' مظلوموں کو بچانے " شعائر الھي کي حفاظت اور حرمت کو قائم رکھنے ' اور رافت و رحمت سے دنیا کي محرومي کو مٹانے کیلئے سختي سے کام لینا پڑتا ھے اور تلوار کو کاٹنے کیلئے تلوار بلند کي جاتي ھے -

وکذلک جعلناکم امۃ وسطا

اس موقعہ پر پچھلے نمبر کے اُس تذکرے پر ایک نظر ڈال لیني چاھئے ' جسمیں " امۃ وسطا " پر بحث کي گئي ھے - خدا تعالی نے مسلمانوں کو اپني خلافت اور نیابت بخشي تھي پس ضرور تھا کہ وہ بھي صفات الھي سے متصف ' اور متخلق باخلاق الھي ھوں - خدا رحیم اور محبت کرنے والا ھے ' پس حکم دیا گیا کہ " ارحموا علی الارض یرحمکم من فی السماء " - زمین پر رحم کرو تاکہ وہ ؛ جو آسمان پر ھے تم پر رحم کرے - لیکن رحیم ھونے کے ساتھہ وہ عادل بھي ھے ' پس رحم و محبت میں بھي عدل اور وسط کا ھونا ناگزیر تھا - اس بنا پر تعلیم دي گئي کہ جب افراط و تفریط حد سے بڑھجاے تو افراط کو روکنے کے لئے تم بھي افراط کرو - سفرا بڑھ گیا ھے تو تم بھي بہت زیادہ ترشي کھلادو - تم پر تلوار اٹھائي گئي ھے تو اسے تلوار ھي سے کاٹو - تم ذلیل کئے گئے ھو تو تم بھي ذلیل ھي کرو تاکہ تسویہ و اعتدال پیدا ھو - یہ سب کچھہ عین رحم و محبت ھے - نہ کہ سختي و جبر - ڈاکٹر مریض کے عزیز سے کم مریض پر مہربان نہیں ' اسکے تلوے میں کانٹا چبھکر چبھن پیدا کر رھا ھے ' لیکن اس چبھن کے دور کرنے کیلئے نشتر کے نوک کي چبھن ھي سے اُسے کام لینا پڑیگا -

لـقـد ارسـلنـا	ھم نے اپنے رسولوں کو کھلي کھلي
رسلنـا بالبینـات	نشانیوں کے سـاتھہ مبعوث کیا اور انکے
وانـزلنـا معـھم	سـاتھہ کتاب اور تـرازو بھیجا تاکہ
الکتـاب والمیـزان	لوگ عدل و انصـاف پر قائم ھوں
لیقـوم النـاس	اور نیـز لوھـا پیـدا کیـا (جو
بالقسـط ' وانزلنـا	ھتیـاروں کي شـکل میں) سخت
الحـدید فیه باس	خطـرناک بھي ھے اور ساتھـہ ھي
شدید و منافع للناس	بہـت سي منفعتیں بھي انسـانوں
(۵۷ : ۲۵)	کیلئے اپنے اندر رکھتـا ھے -

اس آیت میں قران نے پوري تشـریح کے ساتھـہ نظام عالم کے قوانین اساسي کو بیان کردیا ھے - خدا ھدایت و اصلاح کیلئے انبیا کو بھیجتا ھے اور انکو میزان (قیام عدل کي نافذانہ قوت) دیتـا ھے ' تاکہ دنیا میں الله کے عدل کو قائم کردیں ' لیکن چونکہ اسکے لئے اکثر اوقات قہر و عقوبت کي ضرورت تھي ' اسلئے انکو عدل قائم کرنے کیلئے جنگ و قتال کي بھي اجازت دي ' اور لوھا پیدا کیا جو طرح طرح ھتیاروں کي اشکال اختیار کرتا ھے پس وہ مضر بھي ھے اور مفید بھي -

تشبہ بالالہ و تخلق باخلاق الله

پس امر بالمعروف اور نہي عن المنکر بھي صفات الھیہ میں سے ایک صفت ھے - اسلام انسـان کے آگے ایک ارتقاے روحاني کي راہ کھولتا ھے جو گو عبدیت کے مقام تذلل و تکسّر سے شروع ھوتي ھے مگر اسکا انتہائي نقطہ تشبہ بالالہ (یعني خدا کي صفـات سے مشـابہت پیدا کرنے کا مقام) ھے - اور اسي طرف اِس مشہور حدیث میں اشارہ کیـا گیـا ھے کہ : تخلقـوا باخلاق الله (خدا کا اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) پس ضرور تھا کہ جس ملت کو خدا نے دنیا میں اپني نیابت اور خلافت بخشي تھي وہ بھي اس صفت الھي سے متصف ھوتي - خدا طاعت و عبادت سے (یعني ھر ایسے کام سے جو قواے فطریہ کا صحیح استعمال ھو) خوش ھوتا ھے ' پس ایک انسـان مومن کو بھي خوش ھونا چاھئے - خدا کفر و ضلالت اور بد اعمالي سے (یعني ان تمام کاموں سے جو قوائے فطریہ کا اسراف وتبذیر ھوں) ناخوش ھوتا ھے اور اپني نارضامندي کا اظہار کرتا ھے ' پس مومن و مسلم کو بھي ناخوش ھونا چاھئے اور اپني نارضامندي کا اعلان کرنا چاھئے - ھم نے پچھلے نمبر میں (اسراف) اور (تبذیر) کي حقیقت سے بحث کي تھي - خدا عادل ھے ' اور رحم و محبت ' نرمي و آشتي میں بھي اسراف وتبذیر پسند نہیں کرتا - اگر (بائبل) کا (ابـن الله) رحم محـض کا مجسمہ ھے اور عدل کے ترازو کو ھاتھہ میں لینا نہیں چاھتا تو نہ لے ' مگر چھوے بغیر تو اُسے بھي چارہ نہیں - اُسنے تمام انساني جرائم و معاصي کو شان محبت کے جوش میں معاف کردینـا چاھا لیکن پھر بھي بدي کو قابل عقوبت ثابت کرنے کیلئے تمام ابن آدم کو نسہي ' مگر اپنے عزیز بیٹے کو تو تین دن تک لعنت میں گرفتار رکھکر خوني مجرموں کي طرح سولي پر چڑھانا ھي پڑا -

یہ ناگزیر ھے ' دنیا کیلئے محبت کي صورت موھني ؛ ھو مگر افسوس کہ سودمند نہیں - عدل کي پیشاني پر اگرچہ خوشنمائي کي بلندي کي جگہ سختي و خشونت کي لکیریں ھیں ' لیکن دنیا کا تمام نظام صرف اُسي کے بس سے ھے - پس خدا نے اپني ملت کو بھي اپنے صفات کي دعوت دي اور اپني شان عدل کي طرح اسکو بھي (امۃ وسطاً) قرار دیا تاکہ وہ اُسکي زمین پر ایک عادلانہ خلافت ھو اور اسکي طرح کسي جذبے میں نہ تو اسراف کرے (یعني رحم کے موقعہ پر رحم کو ' اور سختي کے موقعہ پر سختي کو اسکي ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا) اور نہ تبذیر کا طریقہ اختیار کرے (یعني رحم کي جگہ قہر - اور قہر کي جگہ رحم) [illegible]

مقام محبت الٰہی اور " یحبہم و یحبونہ "

یہی راز ہے کہ خدا نے تمام قوموں کو اپنے اپنے دور میں اپنی خلافت بخشی اور ہر صالح جماعت کو اس ورثۂ الٰہی کا حقدار بنایا (ان الارض یرثہا عبادی الصالحون) مگر کسی کو اپنی محبوبیت اور معشوقیت کا درجہ عطا نہیں فرمایا - حضرت (داؤد) علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ضرور کہا کہ :

یا داؤد ! انا جعلناک خلیفة فی الارض (۳ : ۸۷) — اے داؤد ! ہم نے تمکو زمین پر اپنی خلافت بخشی -

بنی اسرائیل بھی مدتوں اسپر سر افراز رہے ' لیکن انکی نسبت یہ کہیں نہیں کہا کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب بنائے گئے تھے - یہ اس امت مرحومہ کی مزیّتِ خصوصی تھی کہ :

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ (۵ : ۵۹) — عنقریب اللہ ایک ایسا گروہ پیدا کریگا جنکو وہ اپنا محبوب بنائے گا اور وہ خدا کو محبوب رکھیں گے -

لیکن اس جماعت کی علامت یہ بتلائی کہ :

اذلة علی المومنین ' اعزة علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم (۵ : ۶) — مومنوں کے ساتھ نرم ' مگر کافروں کے ساتھ سخت ' اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑا دیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھائیں گے -

یہ مختصر آیت اس مشکل کا پورا حل ہے - مومن محبوب الٰہی ہے - کیونکہ ایمان باللہ سے بڑھکر محبت الٰہی کیلئے اور کونسی شے جالب ہو سکتی ہے ؟ لیکن خدا نے اپنی محبت کے ساتھ طرف مقابل کی محبت کا بھی ذکر کیا کہ " میں انہیں چاہتا ہوں اور وہ مجھے چاہتے ہیں " (یحبہم و یحبونہ) اور یہاں ارباب ذوق کیلئے ایک نکتۂ عجیب ہے - حضرت (یوسف) کے حالات میں یکسر عشق و محبت ہی کا افسانہ ہے ' مگر وہ محبت محض یک طرفہ تھی " یحبہم و یحبونہم " کی طرح دونوں طرف سے نہ تھی - صرف زلیخا ہی کی نسبت فرمایا کہ :

قد شغفہا حبا (۱۲ : ۱۳) — یوسف کا عشق اسکے دل میں جگہ پکڑ گیا ہے

اسی کا نتیجہ تھا کہ زلیخا جو کچھ کرتی تھی ' اپنے نفس کی خاطر کرتی تھی ' یوسف کی رضا جوئی مطلوب نہ تھی - جب عزیز مصر پر اصلیت منکشف ہوگئی تو ذلت و رسوائی سے بچنے کیلئے باوجود کمال استیلاے محبت و شغف خود ہی یہ صلاح دی کہ :

ما جزاء من اراد باہلک سوءا ؟ الا ان یسجن اوعذاب الیم (۱۲ : ۲) — جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اسکی یہی سزا ہے کہ قید کیا جاے یا سخت عذاب میں گرفتار ہو -

لیکن عشق و خود پرستی دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے عشق کی تعریف یہ ہے کہ " اولہا قتل و آخرہا حرق " [اسکی ابتدا قتل نفس ہے اور انتہا تمام خواہشوں اور ہوا و ہوس کا فنا] یہاں سب سے بڑی معصیت اپنے وجود کا حس اور اثبات ہے :

وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

محبت کا اصلی مقام وہ ہے جہاں پہنچکر نفس اپنے کو فنا کردیتا ہے اور پھر دست محبوب میں محض ایک آلہ بے روح بنکر رہجاتا ہے - اسکا دل اسکے پہلو میں نہیں ہوتا ' بلکہ محبوب کی انگلیوں میں " یقلبہا کیف یشاء " (جس طرف چاہتا ہے پھرا دیتا ہے) محبت کا استغراق خود اسکو محبوب کے صفات و خصائل کا ایک دوسرا پیکر بنا دیتا ہے - وہ دیکھتا ہے تو اسی کی نظر سے ' اور سنتا ہے تو اسی کے کانوں سے - خود اسکی کوئی خواہش اور کوئی مرضی باقی نہیں رہتی - محبوب کی خواہش اسکی خواہش ' اور محبوب کی مرضی اسکی مرضی بن جاتی ہے - (زلیخا) کو ابھی یہ درجہ حاصل نہیں ہوا تھا ورنہ اپنی ذلت و رسوائی کے خوف سے (یوسف) کو بارہ برس تک قید خانے میں نہ دیکھتی ' البتہ جب اس راہ میں ترقی کر گئی تو پھر ننگ و ناموس نفس کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں اور پکار پکار کر کہنے لگی :

ما ابرئ نفسی ان النفس الامارة بالسوء (۵۳ : ۱۲) — اپنے نفس کو الزام سے نہیں بچاتی بیشک میرا نفس برائی پر آمادہ کرنے والا ہے

خدا نے اپنے مومن بندوں کو صرف اپنا ہی محبوب نہ کہا کہ یہ تو صرف زلیخائی ہوتی ' بلکہ یحبہم و یحبونہم فرمایا کہ میں اگر انکو دوست رکھتا ہوں تو وہ بھی مجھکو محبوب رکھتے ہیں - اس تعلق محبت کو محب و محبوبی اور عشق و معشوقی ' دونوں سے مرکب بنایا ' تاکہ مقام ایمان کی اصلی علامت اور خصوصیت ظاہر ہوجائے ' اور ایمان باللہ فی الحقیقت اللہ کی محبت ہی کا نام ہے :

والذین آمنوا ' اشد حبا للہ (۲ : ۸۸) — اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انکی خدا سے نہایت درجہ محبت ہے -

محبت کی شرط اولین فنا فی المحبوب ہے ' اسلئے مومن مخلص بھی وہی ہے جو اپنی تمام خواہشوں اور قوتوں کو بھولکر صرف خدا کی مرضی اور ارادے پر اپنے تئیں چھوڑدے - خدا کی مرضی اسکی مرضی ' اور خدا کی خوشی اسکی خوشی ہو - یہی معنی خلافت الٰہی کے ہیں کہ وہ دنیا میں اللہ کی صفات کاملہ کا مظہر ' اور اسلئے اسکا جانشین ہے -

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

پس جب مقام ایمان محبت الٰہی ' اور محبت بغیر حصول فنا فی المحبوب محال ' تو یہیں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض بے نقاب ہوجاتا ہے - (مومن) کی تعریف یہ ہے کہ خود اسکی نہ کسی کے ساتھ دوستی ہو اور نہ دشمنی ' نہ کسی کی مدح کرے ' اور نہ مذمت ' بلکہ وہ دست الٰہی میں ایک بیجان آلہ بنکر اپنی محبت اور دشمنی کو راہ محبوب کیلئے وقف کردے - جو خدا کے دوست ہیں ' وہ اسکے دوست ہوں ' اور جو اسکے دشمن ہیں ' وہ اسکے دشمن ہوں ' اسی کی راہ میں دوستی ' اور اسی کی راہ میں دشمنی ' الحب فی اللہ والبغض فی اللہ - خدا نیکی اور اعمال حسنہ سے خوش ہوتا ہے ' پس یہ بھی جہاں کہیں نیکی کو دیکھے ' اپنا سر جھکادے - وہ بدی اور بد اعمالی پر غضبناک ہوتا ہے (لا یرضی لعبادہ الکفر) پس اسکو بھی جہاں کہیں بدی نظر آے ' صفات الٰہی کی چادر اوڑھکر قہر و غضب بن جاے -

اذلة على المومنين ' اعزة على الكافرين - نيكي كے سامنے جسقدر عاجز هو' اتنا هي بدي كے آگے مغرور و سخت هو -

كيا نہيں ديكھتے كه خدا تعالى نے جہاں امر بالمعروف كا ذكر كيا هے وهاں ساتهه هي ايمان بالله كا بهي نام ليا هے :

كنتم خير امة اخرجت للناس' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله	تم تمام امتوں ميں بہتر امت هو كه نيک كاموں كا حكم ديتے هو اور برائي سے روكتے هو اور الله پر ايمان ركهتے هو -

يه اسلئے كہا كه امر بالمعروف كا فرض بغير كامل ايمان بالله كے ادا نہيں هو سكتا - ايک انسان جو هواے نفس ميں گرفتار هے ' درهم و دنانير كو پوجتا هے ' لذت نفس اور عيش دنيوي كو اپنا قبله بنا ليا هے' اور دنيوي رسوخ و عزت كو اپنا معبود سمجهتا هے ؛ ممكن نہيں كه اپنے اندر نيكي كے حكم ' اور بدي كي روک كی طاقت پاسكے - وه مشرک هے - گو زبان سے دعوئ ايمان كرتا هو مگر ايمان كي حلاوت اسكو كبهي چكهنا بهي نصيب نہيں هوئي :

وما يومن اكثرهم بالله الا وهم مشركون (۲۵ : ۱۹)	اور ان ميں سے اكثر ايسے هيں كه گو ايمان كا دعوا كرتے هيں مگر في الحقيقت مبتلاے شرک هيں -

عبادت اور بندگي كے معنے كسي مجسم بت كو پوجنا هي نہيں هے بلكه هر وه شے جسكے لينے كا حق صرف خدا هي كو تها' اگر اُسكے سوا كسي دوسري هستي كو ديدي جاے' تو يه بهي شرک هے (مگر اسكي تشريح كا يه موقعه نہيں -)

خدا نے سب كچهه اِنسان كيلئے ' مگر اِنسان كو اپنے لئے بنايا - پس ايمان بالله كے يه معنے هيں كه اِنسان سب كچهه اوروں كو ديدے مگر خود اپنے تئيں خدا كے سوا اور كسي كو نه دے - اگر وه اپني خواهش اور مرضي كو اُسكي خواهش اور مرضي پر مقدم ركهتا هے تو وه دعوئ اِيمان ميں سچا نہيں -

هجوم خيالات سے سلسلۂ سخن بار بار ٹوٹتا هے اور پهر چند قدم چلكر واپس هونا پڑتا هے - حاصل سخن يه هے كه امر بالمعروف اور نهي عن المنكر وهي كرسكتا هے جو ايمان بالله ميں راسخ و مستقيم هو اور يه جب هو سكتا هے كه محبت الهي كي راه ميں مستقيم هوكر سب كو خدا كيلئے اختيار كرے اور سب كو خدا كيلئے چهوڑدے - خود اسكي كوئي ذاتي محبت اور ذاتي عداوت نهو - نه اپني غرض كيلئے دوست بنے اور نه اپني غرض كيلئے دشمن - وه هر شے كو خدا كي آنكهه سے پيار كرے اور اُسي كي آنكهه سے دشمن ديكهے - اسكا كوئي وجود' اسكي كوئي زندگي' اسكي كوئي صدا نهو' جب چلے تو خدا كے پاؤں سے چلے' اور جب سنے تو خدا كے كان سے سنے' اور جب بولے تو خدا كي آواز اسكے گلے سے نكلے - ولنعم ماقيل في هذ المقام :

من بجانان زنده‌ام وز جان نيم
من ز جان بگذشتم و جانا نيم
چشم و گوش و دست و پايم او گرفت
من بدر رفتم' سرايم او گرفت

اين بصر وين سمع' چون آلات اوست
بلک ذرات تنم مرآت اوست
نغمه از نائيست' نے از نے ؛ بدان
مستي از ساقيست' نے از مى؛ بدان
چون مرا ديدي' خدا را ديده‌
گرد كعبه صدق بر گرديده‌
گفتن من گفتن الله بود
گرچه از حلقوم عبد الله بود
ما چو مست از ديدن ساقي شديم
مست گشتيم' از فنا باقي شديم

يه (عارف رومي) كي مستانه نغمه پردازياں هي نہيں هيں' بلكه عين ترجمه هے اُس مشہور حديث قدسي كا ' جسكو (امام بخاري) كتاب التواضع ميں لاے هيں كه :

لا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل' حتى احببته' فاذا احببته ' كنت سمعه الذي يسمع به ' و بصره الذي يبصر به ' و يده التي يبطش بها ' و رجله التي يمشي بها ' ولسانه الذي يتكلم به ' ولئن سألني لاعطينه ' ولئن استعاذني ؛ لاعيذنه	جب ميرا كوئي بنده بذريعه نوافل كے مجهسے قريب هوتا هے تو اُسكو اپنا محبوب بناليتا هوں' پس جب وه محبوب بنگيا' تو ميں اُسكا كان هوجاتا هوں ' ميرے كان سے سنتا هے' اور اُسكي آنكهه هوجاتا هوں ميري آنكهه سے ديكهتا هے ' اور اسكا پاوں هوجاتا هوں' ميرے پاوں سے چلتا هے' اور اُسكي زبان هوجاتا هوں' ميري زبان سے بولتا هے - وه جو مانگتا هے' عطا كرتا هوں' اور جب پناه مانگتا هے پناه ديتا هوں -

" يحبهم ويحبونهم" كا يهي مقام هے اور يهيں پہنچكر (پيرهرات) اپني فرياد ضبط نه كرسكا اور مضطربانه چيخ اُٹها كه " خدايا اين چه بوالعجبي ست كه با دوستان خود ميكني ؟ تاوقتيكه ترا مي جستيم' خود را يافتيم ' اكنوں خود را مي جوئيم' ترا مي يابيم "

صحابه كي جماعت نے ايک درخت كے نيچے بيٹهكر محمد ابن عبد الله كے هاتهه پر بيعت كي تهي مگر ارشاد الهي هوا كه وه هاتهه عبد الله كا نه تها بلكه خود الله كا تها : ان الذين يبايعونک انما يبايعون الله ' يد الله فوق ايديهم - (۴۸ : ۱۱) و ما رميت اذ رميت' ولكن الله رمى (۸ : ۱۸)

و وراء ذاک' فلا اقول ' لانني
سر' لسان النطق عنه اخرس

ناظرين اگر طول سخن سے گهبرا نه جائيں تو ابهي ايک نمبر اس موضوع پر اور باقي هے -

اين بود حكايت دراز تر گفتم
چنانكه حرف عصا گفت موسى اندر طور

نامورانِ غزوۂ طرابلس

شیخ المجاہدین ، محبوب الاسلام و المسلمین

البطل العظیم غازي انور بک

متع اللہ الاسلام و المسلمین بحفظ وجودہ و طول حیاتہ

(۵)

طرابلس کي ایک لیلۃ الشہدا

—*—

اس ایک ھي آسمان کے نیچے ایک ھي وقت میں کیسے کیسے مختلف اور متضاد تماشے ہوتے ھیں ! اگر ھماري طرح آسمان بھي دیکھتا ہوگا تو اسکے سامنے کیسے عجیب اور مدھش منظر ہونگے ! ایک گوشے میں نشاط و شادماني کا ھنگامہ بپا ھے ، دوسري طرف حسرت و نامرادي کے ماتم سے دنیا کو فرصت نہیں - بہت ممکن ھے کہ جس وقت دنیا کے ایک حصے میں پھولوں کي سیج پر خواب نوشیں کے لذت یاب کروٹیں بدل رھے ھوں ، عین اسي وقت کسي دوسرے حصے میں گرم بالو اور تیز کانٹوں پر خون چکاں لاشیں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈي ھو رھي ھوں !

لیکن لذت و عیش کے پرستاروں کو قتیلان حسرت و یاس کا افسانہ سننے کي مہلت کہاں ؟ اگر غم کے ماتم کدوں میں آگ لگ گئي ھے تو عیش کے عشرت کدوں میں گلاب کا چھڑکاؤ کیوں روکدیا جاے ؟ دنیا کے کارخانے ھمیشہ غفلت کي کل سے چلے ھیں اور چلتے رھینگے -

ز خار خار محبت دل ترا چہ خبر ؟
کہ گل بعیب نہ گنجد قبائے تنگ ترا

* * *

لیکن اگر حفظ وطن ، جہاد في سبیل اللہ ، جوش ملي ، اور وطن پرستي کا جون کچھہ بھي قیمت رکھتا ھے تو کون کہہ سکتا ھے کہ (سرزمین طرابلس) کي قیمت کیا ہوگي ؟

۲۶ - اکتوبر کا آفتاب جبکہ مسیحي وحشت و درندگي کي خون ریزیوں کو دن بھر دیکھکر ، ساحل طرابلس پر کانپتا ہوا پہنچا ، تو اسکے سامنے اب ظلم و مظلومي ، قتل و مقتولي ، قہقۂ وحشت اور آہ مایوسي کي جگہہ ، صرف ایک ھي قسم کا منظر باقي رھگیا تھا - موت و حیات کي بقیہ کشمکش ، روح و جسم کي مفارقت کا آخري اضطراب ، انساني احتضار کي تڑپ اور بیقراري ، گرم گرم خون کے فواروں کا جوش و خروش ، زخموں کي کنکریوں اور کانٹوں پر تلملاھت ، ایڑیوں کي جانکني کي بے چیني میں پیہم پٹک ، زندگي کي دنیا پر الوداعي نظر ، اور موت کي اس چھائي ہوئي خاموشي میں گاہ گاہ اٹھنے والي درد کي چیخیں ، اور بند آنکھوں سے بہنے والے چند قطرہ ھاے اشک ؛ بس یہي منظر تھا جو اس سرزمین کے تماشائي کیلئے باقي رھگیا تھا -

* * *

کشتگان ظلم و ستم کي برھنہ لاشوں کي تجہیز و تکفین کیلئے جب کوئي ھاتھہ نہ بڑھا تو رات کي تاریکي نے چادر ظلمت ڈالدي - جبکہ دنیا کي کبھي بند نہونے والي حرکت کي نبض ، طرابلس کي لاشوں کي طرح بالکل خاموش تھي ، اور اسکا سرد دل ریت پر جمے ہوے خون کے لتھڑوں کي طرح منجمد ہوگیا تھا ؛ کھجور کے درختوں کے جھنڈ اور منہدم مکانوں کے ٹیلوں پر سے چاند کي مدھم روشني نے سر نکالا - آہ ! یہي چاند اس وقت کسي نشاط سراے عیش و عشرت کے صحن میں اپني دھیمي دھیمي کرنوں کے اندر کیسا شگفتہ اور راحت بخش ہوگا ؟ مگر یہاں ، اس صحراے وحشت ، اس ماتمکدۂ انسانیت ، اس شہادت زار خون بار ، اور اس خوابگاہ اجساد اموات میں اسکي خاموش روشني کیسي غمگین اور الم ناک ھے !

* * *

یکایک اندرون صحرا کي طرف سے چاند کي بھیانک روشني میں ایک سیاہ قد نمودار ہوا - اس مدینۂ اموات میں یہ ایک تنہا متحرک جسم تھا - وہ ایک اونٹني پر سوار تھا جو اسکي طرح بالکل چپ تھي - اس نے آگے بڑھنا چاھا مگر لاشوں کے ڈھیر کو رحم دل اونٹني اپنے گھٹنوں سے ٹھکرا دینے پر راضي نہ ہوئي - وہ نہایت آھستگي سے اتر کر خون انساني کے اس سمندر کے کنارے کھڑا ہوگیا - یہ اسکے لبوں کے ھلنے کي آواز ھے یا دل کے دھڑکن کي ؟ مگر جس عالم میں وہ کھڑا ھے ، یہاں لبوں کي حرکت اور دل کي دھڑکن ، گویائي میں دونوں برابر ھیں ، بلکہ عجب نہیں کہ لبوں سے نکلي ہوئي آواز کو سننے والا اب یہاں کوئي نہو ، مگر دل کي صدا کو ھر لب زخم سکے خوں کے آنسوؤں سے جواب دیدے - :

وہ کچھہ عرصے تک ایک غیر متحرک سنگین بت کي طرح خاموش کھڑا رھا ، پھر اس نے گردن اٹھائي ، پلے اپنے سامنے کے منظر خونین پر نظر ڈالي اور چاند کو دیکھکر بولا -

" آہ ! زندگي کے عیش و نشاط پر چمکنے والے چاند ! تجکو آج بھي اس فضائے خونین پر آنکلنے کي مہلت ملگئي - انساني غفلت کے لعنت کدوں کو روشن کرنے کے بعد تجکو فرصت ملگئي کہ یہاں کي متبرک وحشت کو بھي جھانک کر دیکھہ لیں ! لیکن تو جو ظالموں کے سروں پر بھي چمکتا ھیں ، اور انساني سبعیت و درندگي کے چہروں کو بھي اپني کرنوں سے نمایاں کردیتا ھین ، کیا حق رکھتا ھیں کہ ان مقدس لاشوں پر اپني ملوث روشني ڈالیں ؟ تیرے لئے انساني فسق و معصیت کے پوشیدہ دریچے کافي نہیں ھیں کہ انساني شرف

و تقدیس کے اس صحرائے مقدس کی پاک تاریکی میں خلل ڈالنے کیلئے آموجود ہوا ؟ تو سمجھتا ہیں کہ تیرا آشیانہ ہم سے بلند ہے اور اسلئے تو خدا کے عرش کبریائی سے زیادہ قریب ہیں - شاید تو قریب ہوں ، مگر اُسکے پاس تو نہیں ، حالانکہ تجھسے لاکھوں میل نیچے قعر ارضی کی سطح پر ، جو خاموش اجسام اس وقت پڑے ہیں ، انکا دل خدا سے قریب ہے نہیں ، بلکہ اس وقت اسکی گود میں ہے - اُس خداے نیرنگ ساز کی گود میں ، جو ظلم و عدوان سے گو خوش نہیں ، مگر شاید اپنے دوستوں کیلئے یہی پسند کرتا ہے کہ انکے گلے کٹے ہوے ، اور جسم زخموں سے سرخ ہوں " لیکن اسکا ضبط اب قابو سے باہر تھا -

تھوڑی دیر کے بعد وہ کسی قدر آگے بڑھا ، سامنے ایک ٹھنڈی لاش خون کے لتھڑوں کی تہہ سے منہ ڈھانکے ہوے پڑی تھی - اُسکی ایک ٹانگ گولی کے ضرب سے لٹک کر الگ ہوگئی تھی اور ناف سے لیکر چہرے تک سنگینوں اور تلواروں کی نوکوں سے کٹ کٹکر گوشت کا ایک مسطح تکڑا ہوگیا تھا - اُس نے جھک کر اسکے کٹے ہوے اور جسم سے الگ پاؤں کو بوسہ دیا اور اُس آواز سے جو دل اور حلق ، دونوں جگہ اٹکی ہوئی تھی ، چلّایا :—

* * *

" اے گوشت و خون کے مقدس ڈھیر ! اے محبوبیت الٰہی کی جبروت و عظمت ! اے دائمی شرف و تقدیس کی تمثال ! اے ظلم انسانی اور محبت الٰہی کے قتیل ! اے حیات ارضی سے روٹھنے والے اور ملائے اعلی کے ساکن ! اے ملائکۂ مقربین کے ہم نشیں اور اعلی علیئن کے مکیں ! اے وہ ، کہ تیرے خداکی طرح اب تیرے لئے بھی کبھی فنا و زوال نہیں ! اے وہ ، کہ ایک مرتبہ کٹکر ہمیشہ کیلئے واصل ، اور ایک مرتبہ مرکے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے ! خدا کے دشمنوں نے تیرے جسم کو بھیانک بنادیا ہے مگر وہ تیری روح کے حسن کو تو بگاڑ نہیں سکتے تھے - جسطرح دشمنوں کی گولی سے تیرا پاؤں تیرے جسم سے الگ ہوچکا ہے مگر چند باریک اور ضعیف رگوں سے ابتک جوڑا ہوا ہے - اُسی طرح تیری روح بھی اب اُس دنیا کے قفس سے آزاد ہوگئی ہے ، جہاں نیکی ہمیشہ سے مظلوم ہے ، اور حق کا گذارہ نہیں ؛ لیکن اس خاکدان ارضی پر تیرے جسم کا آخری بوجھہ تیرے پاؤں کی رگوں کی طرح روح کو جوڑے ہوے ہے اور یہ تعلق بھی عنقریب ختم ہونے والا ہے - جبکہ تیرے جسم سے یہ زمین خالی ہوجاے گی اور انقلابات عالم کا طوفان تیرے خوں کے دھبوں کو دھودیگا ، اُس وقت انسان کی نظریں تیرے نشانوں کو نہیں پاسکیں گی مگر فرشتے ہمیشہ آسماں سے اُتریں گے تاکہ اس سرزمین کو بوسہ دیتے رہیں ، اور تیرا آسمانی درست ہمیشہ پیار کی نظروں سے یہاں کی مٹی کو دیکھےگا ، تا کہ ساکنان جنت کی نظروں میں اسکا شرف ہمیشہ قائم رہے ؛ یہاں تک ، کہ اسکا تخت عدالت آخری فیصلے کیلئے بچھایا جاےگا ، اور پھر تو اپنے قاتل کے ساتھہ کھڑا ہوکر اُسکا دامن پکڑیگا ، اور " بای ذنب قتلت ؟ " کے فغاں سے محشرستان قیامت کو ماتم کدہ بنادیگا -

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بمحشر
خلق فغاں کنند کہ این داد خواہ کیست

لیکن اے زمین ! اے قاتلوں اور خون ریزوں سے بھری ہوئی ناپاک زمین ! اس جسم مقدس کے آخری بوجھہ کی عزت کر ، کہ یہ خداکی امانت پھر تجھے نہیں ملیگی ، تجھپر ہزاروں فدائیان ملت اور عشاق وطن اپنی لاشوں کو تڑپائیں گے ، مگر یہ مقتولان محبت الٰہی پھر تجھکو میسر نہ آئیں گے - جسقدر عزت کرسکتی ہے کرلے ، کیونکہ یہ خداکی گود میں کھیلنے کیلئے بہت جلد تجھکو چھوڑنے والے ہیں "

* * *

اب پھر اُسکی آواز اُسکے قابو میں نہ تھی - کچھہ دیر کے بعد اُس نے کہا :-

" دنیا مرگئی ، زندگی کہیں بھی نہیں ، مگر اے شہر خاموشی ! اے صحراے سکوت ! تیرے ہر خون سے رنگین ذرۂ خاک میں ایک حیات پوشیدہ ہے - اے مرنے والو ! کیا تم ہمکو زندگی نہ دوگے ؟ ہم بدبخت ہیں کہ تم زندہ ہوگئے ، مگر ہم تمہارے پیچھے موت کی ایڑیاں رگڑیں گے * تم نے اپنے مقدس خون کی چھینٹوں کو اپنے قاتلوں سے دریغ نہیں کیا مگر ہم کو محروم رکھتے ہو ؟ کاش تمہارے اُس خون کا جو راہ ملت پرستی میں بہا ہے ایک قطرہ بھی میسر آجاتا تاکہ اس سرخ رنگ سے اپنے آستین و دامن پر گل بوٹے بناتے اور قیامت کے دن (مقام محمود) میں جب (رحمة للعالمین) لوائے رحمت کے نیچے کھڑا ہوتا تو اس قبائے لالہ گوں کو پہنکر اسکے تخت رحمت کو بوسہ دیتے اور کہتے کہ یہ تیری اُس اُمت کے سرو سینے سے نکلے ہوے خون کا دھبہ ہے جسکی یاد سے تو اپنے خدا کی بندگی میں بھی غافل نہیں ہوتا تھا - اے وہ ، کہ جب تک تیرا وجود رحمت حجاز کے کفرستان میں رہا خدا کا قہر اسپر نازل نہ ہوسکا :

واذ قالوا اللهم ان کان هذا هو الحق من عندك ، فامطر علینا حجارة من السماء اوائتنا بعذاب الیم - وماکان الله لیعذبهم ، وانت فیهم - [اور مشرکان مکہ سرکشی کے نشے میں کہتے تھے کہ خدایا اگر محمد (صلعم) واقعی حق پر ہے ، اور ہم ناحق پر تو کیوں نہیں ہم پر آسمان سے پتھر برساتا یا کیوں نہیں کسی عذاب دردناک میں گرفتار کرتا ؟ مگر اے محمد ! خدا کیونکر انپر عذاب نازل کرے ، جبکہ تو بھی انکے اندر موجود ہیں ۸ : ۳۵]

تیرا وجود آب و گل میں تھا تو مصیبت نازل نہ ہوئی ، مگر یہاں تو تیری محبت روح و دل میں موجود تھی ، کیونکر دشمنوں کی تلواریں انپر چل سکیں ؟

لیکن نہیں ، وہ عذاب الٰہی کے پتھروں کی بارش تھی ، رک گئی ، یہ محبت الٰہی کے پھولوں کی بارش ہے ، اسکو اور زیادہ ہونا چاہیئے طاق محبت کی ساری آرایش خون کے چھاپوں اور گل بوٹوں ہی سے ہے -

حسنش همه قتل ست ، نقابش همه خون ست

* * *

* *

* *

وہ یکایک چونک پڑا ، دیکھا تو چاند اُسکی ملامت کی پروانہ

اور آرز اگے بڑھه آیا ھے اور منظر زیادہ صاف ھے سامنے خون و میت کا ایک سمندر سکون و سکوت میں تھا - اسنے پھر ایک مرتبہ جھک کر سامنے کي لاش پر بوسه دیا اور کہا :

" اے کبریاے منتقم و قہار کي نگراں آنکھیں ! اے ملائکۂ سماوات کي بے شمار جماعتو ! اور پھر اے خون کے سمندر ' اور لاشوں کے صحرا ! تم گواہ رھنا که میں اپنے تیئں خدا کے هاتھه سپرد کردیتا هوں - ایک لمحے ' ایک دقیقے ' ایک چشم زدن کیلئے بھي الگ نہیں - وہ مجھکو اپني غیبي تلوار بنائے ' اور پھر بیکار نه رکھے - یه خون کب تک بے آواز بہتا رھے گا ؟ کب تک خدا کے دشمنوں کي لعنت سے وطن مقدس کي سر زمین ناپاک رھے گي ؟ میں ایک بے سروسامان مسافر هوں ' اور دشمن کي فوجوں کے غول بحر و بر پر قابض ' مگر اے خدا ! تیري جنود مخفي کہاں ھے ؟ — "

یه کہکر اس نے اپنے گرم آنسوؤں کے چند قطرے اُس سرد لاش پر ڈالے اور پھر یکایک پیچھے هٹکر اپني خاموش اونٹھني پر سوار هوا اور صحرا میں غائب هوگیا -

* * *

یه صحراے لیبیا کے امن و قتال کا تاجدار ' (انور بک) تھا

عالم اسلامي

مغرب اقصی

— * —

مصر انگلستان کیلئے ' مراکش فرانس کیلئے ' طرابلس اٹلي کیلئے ' تربت یونان کیلئے ' مقدونیا ریاست هاے بلقان کیلئے ؛ اور باقي جو کچھه رهجاے وہ آهسته آهسته تحلیل و تفریق کے بعد اسرو غلامي اور استعباد و محکومي کیلئے - یه اسلام کي قسمت کا فیصله ھے جو یورپ کے دار العدل سے صادر کردیا ھے ' اور اسکے مرافعے کیلئے کوئي دروازہ نہیں : و لعل الله یحدث بعد ذلک امرا -

مراکش عربي حکومت کا افریقه میں ایک آخري نقش قدم تھا جو مٹ گیا - شاید کچھه دنوں تک مصر کي سي حالت باقي رهتي مگر (مولائي حفیظ) ملک کا آخري سودا کرکے اب مکه جاتا ھے که خدا کے گھر سے اسکا صله حاصل کرے ' البته ملک میں ایک تازہ شورش پیدا هوگئي ھے ' (الهبا) کے گرد قبائل کا اجتماع روز بروز بڑھتا جاتا ھے ' (مولاي یوسف) کو فرانس نے تخت مراکش کي دربانی کیلئے نوکر رکھا تھا مگر نکال بلهر کردیا گیا ' اس سے امید بندھتي ھے که شاید فرانس کو اب مراکش کیلئے کوي نیا بیعنامه لکھوانا پڑے - اس هفتے جسقدر خبریں آئي هیں سب کي سب اس امید کو قوي کرتي هیں - جنوبي مراکو پر (الهبا) کے تسلط سے پیرس میں اداسي چھاگئي تھي مگر اب ۲۲ کي تار برقي سے معلوم هوتا ھے که ۱۸ - کو فتحیابي کے ساتھه فاس میں داخل هوکر اُس نے فرانسیسي سفارت خانے اور فرانسیسي معلم افسروں کا محاصرہ کرلیا ھے نیز مراکش میں عام طور پر اسکے سلطان هونے کا اعلان کردیا گیا - جو یورپین باشندے شورش سے خائف هوکر بھاگے تھے مقام صفي پر روکے گئے اور فدیه دینے پر مجبور کئے گئے ' لنڈن ٹائمس کے ایک تار کے بموجب اس وقت فاس سے ۷۵ میل کے فاصلے پر کرنل مینگن چار هزار آدمیوں کے ساتھه شہر میں هنگامه مچادینے کي طیاري کررھا ھے -

فرانسیسي درندونکا کشت وخون اور مسیحي لعنت کا نزول ' فاس (مراکش) کے دروازے پر

شوون عثمانیه

گو ریوٹر ترکي کي موجودہ مشکلات کو جس لہجے میں بیان کرتا ھے وہ اسکي خبر رساني کے ضروري اجزا ' کذب و مبالغه سے خالي نہیں ' مگر اسمیں شک نہیں که نئي ترکي اپني زندگي کے ایک نئے بحران میں پھر مبتلا هوگئي ھے -

اٹلي طرابلس کے ساحل پر ناکام رهي هو مگر اسمیں شک نہین که (مانٹي نگرو) سے کچھه دیر کیلئے کام نکال لینے میں تو ضرور کامیاب هوگئي ' یه تمام تدبیریں صرف اسلئے هیں که کسي طرح ترکي کو صلح کرلینے پر مجبور کیا جاے - اس وقت تک جو حالات روشني میں آئے هیں انسے معلوم هوتا ھے که کئي ماہ سے برابر مانٹي نگرو اپنے کاموں میں سرگرم تھي ' اب ترکي علاقے میں علانیه اُس نے اسلحه تقسیم کئے مگر اس سے پہلے پوشیدہ کر رهي تھي -

ترکي علاقه بریني میں عیسائیوں کي بغاوت کي خبر حالات کو زیادہ مخدوش ثابت کرتي ھے - (کوچنه) کا حادثه جس نمبر میں درج هوچکي ھے بلغاریا اور اسٹریا کیلئے ایک اچھا ھے ' اسٹریا کے کاونٹ برچولد نے ایک کانفرنس کي تجویز پیش کردي ھے ' اور ۱۹ - کي خبر ھے که انگلستان نے اُسے منظور کرلیا ھے ' اور ایسا ھے تو صورت معامله خطرے سے خالي نہیں مگر ترک اس وقت تک اس تجویز کي برابر تحقیر کر رھے هیں -

۲۱ - کي تار برقي ترکي کي استقامت اور مستعدي کي خبر دیتي ھے که ایک گشتي چٹھي باب عالي نے دول یورپ کو بریني

حادثے کي طرف اشارا کرتے ہوے خبر ديدي ھے کہ مانٹي نگرو کے حملہ کے نتائج کي وہ ذمہ دار نہيں' ايک بہت ھي قوي فوجي جميعت بريني ميں جمع ہو رہي ھے اور يقيناً جنگي کوائف ابتک پيدا ہوگئے ہونگے -

بريني ترکي کا ايک مختلف سرحدوں سے متصل مقام ھے' ايک طرف سرويا اور مانٹي نگرو ميں سرحدي برزخ کا کام ديتا ھے - دوسري طرف اسٹريا کي سرحد سے بالکل قريب ھے - آخري خبر يہ ھے کہ مانٹي نگرو کي وزارت مستعفي ہوگئي اور وزير خارجہ کو اميد ھے کہ اس سے حالات پر بہت اچھا اثر پڑے گا -

---

(البانيا) کي شورش کا بظاہر خاتمہ ہوگيا' البانيوں کي آخري دست برد اسکوب پر قبضہ کرلينا تھا' جو سالونيکا سے ۱۶۰ ميل کے فاصلے پر واقع ھے - يہانسے انکا ارادہ سالونيکا جانے کا تھا اور ۲۷ ميل بڑھکر کوپريلي ميں مقيم تے - مگر ترکي ڈويژنوں نے کيوپريلي کے پاس جمع ہوکر آخري پيغام "اطاعت يا جنگ" کا ديديا - بالاخر ۲۱ - کي تاربرقي ھے کہ گورنمنٹ کے وکلا اور الباني سرغنوں کے درميان سمجھوتا ہوگيا ھے اور تمام الباني اپنے اپنے گھروں کو واپس جارھے ھيں -

در اصل البانيوں کي شورش محض بيان کردہ حقوق کيلئے ھي نہ تھي بلکہ پيچ در پيچ خفيہ معاملات اور ريشہ دوانيوں نے اپنے فريب ميں لے ليا تھا - ہم ائيندہ اسکو تفصيل سے لکھيں گے

اٹلي اور ترکي کي صلح کي خبريں بار بار مشتہر کي جاتي ھيں' اور پھر خاموشي چھاجاتي ھے - ۲۱ - کو ريوٹر لندن سے تار ديتا ھے کہ پيريس' سوفيا' اور سٹنج کے عثماني سفرا صلح کي ابتدائي بحثوں پر مزيد کارروائي کر رھے ھيں - پھر ۲۲ کو قسطنطنيہ سے خبر ديتا ھے کہ عثماني وزير خارجي سے بھي اسکي تصديق ہوگئي ھے کہ اٹلي سے نيم سرکاري طور پر نامہ و پيام جاري ھے -

وزارت کا بحران في الحقيقت مسئلہ صلح کي ريشہ دوانيوں ھي کي ايک کروٹ تھي - ليکن اگر وہ ايسا کريگي تو صلح کا نفاذ طرابلس ميں تو غير ممکن ھے' البتہ ترکي کيلئے تمام موجودہ مصايب سے بڑھکر ايک آخري برباد کن مصيبت پيدا ہوجاے گي - خدا نہ کرے کہ اسکے بعد کوي زيادہ اعتبار پيدا کرانے والي خبر سننے ميں آے -

---

وزارت کے بحران نے پھر کروٹ لي اور ايسا ہونا ضروري تھا - پہلے خبر آئي کہ فريد پاشا وزير داخلي اور حليم پاشا وزير عدل مقرر ہوئے - مگر بعد کي خبر ھے کہ فريد پاشا نے قبول کرنے سے انکار کرديا -

---

مصر ميں وطني ھيجان

انگلستان کا نظارت خارجہ مدت سے اس فکر ميں ھے کہ اسکندريہ ميں برطانيہ کيلئے ايک نيا بحري اسٹيشن بنايا جاے' ۲۳ جولائي کو پارليمنٹ ميں (مسٹر چرچل) نے اسکي نسبت صاف صاف تصريح بھي کردي تھي ليکن مسٹر چرچل کے بيان نے مصر ميں ايک عام بے چيني پيدا کردي ھے' ہر طرف يہي مسئلہ موضوع سخن ھے اور وطني جماعتيں کہتي ھيں کہ وادی نيل کي غلامي کيلئے انگلستان کے کارخانہ ميں يہ دوسرا طوق طيار کيا جا رہا ھے' تقريباً مصر کے ہر حصے بلکہ قصبات و اطراف تک ميں لوگ اظہار جوش و ناراضگي کے جلسے کر رھے ھيں اور تار پر تار انگلستان بھيجے جارھے ھيں' چنانچہ اسکندريہ کے عام جلسے نے متفق ہوکر اس مضمون کا تار بھيجا :

" بنام وزير خارجيہ انگلستان

مسٹر چرچل نے ۲۳ جولائي کو اسکندريہ ميں ايک جديد بحري اسٹيشن کے موضوع پر جو ارادہ ظاہر کيا ھے' اسے ہم نے نہايت رنج اور نفرت کے ساتھہ سنا - اسکندريہ مصر کا ايک شہر ھے' اور مصر ايک عثماني ولايت ھے - اسپر انگريزي قبضہ بالکل خلاف قانون اور طاقت و فرصت کا غصب و جبر ھے - پس کسي طرح برطانيہ کو اسکا حق حاصل نہيں کہ اس ارادے کو قانوناً عمل ميں لاسکے - ہماري اس فرياد سے کان بند نہ کيجيئے کہ حق اور مظلومي گو ظاہر ميں ضعيف مگر اپنے اندر ايک مخفي طاقت رکھتي ھے - ہم ابتک آپ سے بالکل نااميد نہيں ہوے - برطاني شرف و عزت اب بھي اميد دلاتا ھے کہ آپ طمع سے سچائي کو اسدرجہ مغلوب ہونے نہ دينگے "

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۰۲۱ سنہ ۱۹۱۲ع

بعدالت منصفي ديوريا ضلع گورکھپور اجلاس جناب محمد شمس الحسن صاحب

مدعي ...... نرائن داس وغيرہ

مدعا عليہ ...... مکھہ رام ولد رام چندر متوفى ساکن حال شہر کلکتہ محلہ کالي گہاٹ ملک بنگال

ہرگاہ کہ مدعي نے تمہارے نام ايک نالش بابت ۲۰۰ - ۹ روپيہ کے دائر کي ھے لہذا تمکو حکم ہوتا ھے کہ تم بتاريخ ۷ ساتويں ماہ ستمبر سنہ ۱۲ ۱۹ع وقت دس بجے دن کے اصالتاً يا معرفت وکيل کے - جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعي واقف کيا گيا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے يا جس کے ساتھہ کوئي اور شخص ہو کہ جواب ايسے سوالات کا دے سکے - حاضر ہو اور جوابدھي دعوى کي کرو - اور ہر گاہ وھي تاريخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ھے واسطے انفصال قطعي مقدمہ کے تجويز ہوئي ھے پس تمکو لازم ھے کہ اسي روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کي شہادت پر نيز تمام دستاويزات جن پر تم اپني جوابدھي کے تائيد ميں استدلال کرنا چاھتے ہو اسي روز پيش کرو - تمکو اطلاع ديجاتي ھے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بہ غير حاضري تمہارے مسموع اور فيصل ہوگا -

بہ ثبت ميرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاريخ ۹ ماہ اگست سنہ ۱۲ ۱۹ع جاري کيا گيا * دستخط منصرم